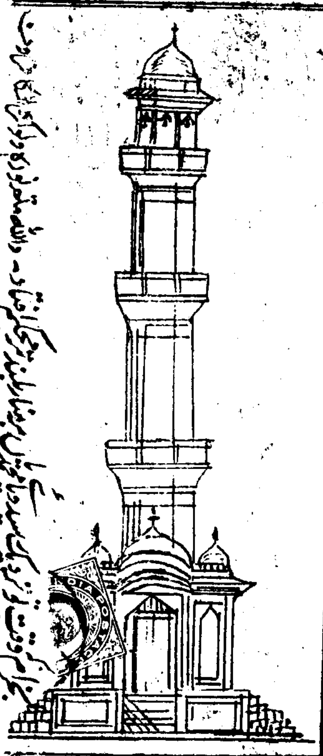


ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم
انہ اوی القریۃ

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ۵ (۲) خواص و معاونین سے عـ۱۰ (۳) ہندوستان سے باہر سے ۶ (۴) غیر مذاہب والوں سے ۱۲ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے عـ۲/۱۲

نمبر ۲۳ | قادیان دار الامان | مورخہ ۳۰ جون ۱۹۰۶ء مطابق ۷ جمادی الاوّل سنہ ۱۳۲۴ھ | جلد ۱۰

فہرست مضامین

دار الامان کا ہفتہ

۱- حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طبیعت بدستور ناساز رہی۔ تکلیف درد پا کی ہے۔ نقرس کا درد بتایا جاتا ہے۔ اللہ تعالےٰ رحم فرمائے۔ اس تکلیف میں بھی آپ حقیقۃ الوحی لکھ رہے ہیں۔

۲- صاحبزادہ صاحب بشیر الدین محمود احمد صاحب لاہور گئے ہیں۔

۳- موسم برسات کا رنگ شروع ہو گیا ہے ہفتہ زیر اشاعت میں اکثر ابر ہوتا رہا۔

۴- ہفتہ زیر اشاعت میں خواجہ صاحب اور حکیم محمد حسین قریشی اور بابو غلام محمد صاحب لاہور سے اور مولوی مبارک علی صاحب سیالکوٹ سے تشریف لائے

احمد نور کا مقدمہ

احمد نور کے مقدمہ کے متعلق عرصہ سے کوئی خبر نہیں دی گئی اسکی وجہ یہہ تھی کہ فریق ثانی نے مقدمہ منتقل کرا لیا تھا۔ جس کے متعلق چیف کورٹ میں جانا پڑا جہاں سے مقدمہ ... سردار غلام حمید خان صاحب ہی کے پاس واپس آیا۔ ۲۱- جون سنہ ۱۹۰۶ء کو بمقام گورداسپور پیش ہوا۔ فریق ثانی نے لالہ شہریت رائے کے ذریعہ چونکہ منت سماجت کی اور ہر طرح معافی چاہی اسلئے حضرت اقدس نے ازراہ کرم ولطف احمد نور کو معاف کر دینے کا حکم دیا۔ جس نے مقدمہ میں پیروی چھوڑ دی۔ ۲۰- جون کو سردار صاحب نے قادیان آکر موقعہ کا ملاحظہ کیا اور بقیہ شہادت صفائی لی۔ کچھ گواہ باقی ہیں جنکے لئے ۱۷- جولائی مقرر کی ہے۔

امرتسر کے صدر ڈاکخانہ میں اندھیر

گذشتہ اشاعت میں مینے ظاہر کیا تہا کہ ہیڈ آفس کی وہ کتاب جسپر مہریں لگائی جاتی ہیں گم ہو گئی ہے مینے یہہ بھی ظاہر کیا تہا کہ اس کتاب کا جلد از سر نو طیار ہو جانا اقرین قیاس ہے۔ چنانچہ خوشی سے ظاہر کیا جاتا ہے کہ پوسٹماسٹر صاحب نے اپنی غیر معمولی مستعدی اس معاملہ میں دکھائی ہے مجھے بتایا گیا ہے کہ کتاب مذکور طیار ہو چکی ہے لیکن اس کی نوعیت اور ایک خاص امر جسکا مجھے علم ہے ظاہر کر دیگا کہ یہ کتاب نئی طیار ہوئی ہے۔ صاحب سپرنٹنڈنٹ بہادر اس پر نوٹس لیں گے تو وہ خاص نکتہ ظاہر کر دیا جاوے گا۔

آج میں ایک اور خطرناک اندھیر کا ذکر کرتا ہوں جو سرکاری روپیہ کے غبن کی حد تک پہونچا ہے یہہ معاملہ ایسا نہیں کہ کہٹائی میں پڑا رہے۔ ۲۳- جون ۱۹۰۶ء کو صدر دفتر سے للعہ کے ٹکٹ منشی مولا بخش سب پوسٹماسٹر گون ہال کو بہیجے گئے اسنے غلطی سے للعہ کی بجائے عـہ اکناج کر لئے۔ اور کئی دن تک متواتر یہ غلطی کاغذات میں چلتی رہی + اندر ہی اندر سمجھوتہ کر لینے کی طیاریاں ہو رہی ہیں + بہر حال کاغذات اس راز کو کہول دینگے سپرنٹنڈنٹ صاحب فوری نوٹس لیں۔ میں اس کے بعد اور عجیب عجیب معاملات ظاہر کروں گا۔

امرتسر ہیڈ آفس میں میرا ایک گھنٹہ

مجھے ۲۷- جون سنہ ۱۹۰۶ء کو اتفاقاً امرتسر ہیڈ آفس میں جانے کا اتفاق ہوا۔ اور ایک گھنٹہ تک میں نے دفتر کے حالات ادہر اودہر پھر کر معلوم کئے میں اگلی اشاعت میں ان معلومات کو ظاہر کرونگا۔

درخواست نکاح

ایک احمدی قریشی نوجوان عمر ۲۵ سال بر سر روزگار تنخواہ ۲۰ ماہوار۔ شادی کرنے کا خواہشمند ہے۔ اسکی نسبت ہو چکی ہے مگر لڑکی کے والدین اس کو احمدیت سے توبہ کرنے پر مجبور کرتے ہیں وہ اس نسبت کو احمدیت پر قربان کرتا ہے۔ اور کسی احمدی خاندان میں نکاح کا خواہشمند ہے مفصل حالات کے لئے ایڈیٹر الحکم سے خط وکتابت کرو۔

۲- سید احمد نور مہاجر کابلی نوجوان مخلص بہائی ہے صاحبزادہ عبد اللطیف شہید مرحوم کا وفادار خادم ہے حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود اسکی شادی ہونے پر بہت خوش ہونگے۔ ہر طرح سے متدین۔ جفا کش محنتی اور معقول آمدنی رکہتا ہے مستقل طور پر قادیان آبسا ہے۔ درخواستیں ایڈیٹر الحکم کے نام آئیں۔

جنازہ غائب پڑھا جاوے

(۱) منشی عبد الواحد خان صاحب احمدی سیالکوٹی کی والدہ فوت ہو گئی ہے۔

(۲) بابو عبد الحکیم صاحب اسسٹنٹ سٹیشن ماسٹر کالیکے کی اہلیہ ۲۳- جون کو اس جہان سے کوچ کر گئی ہے۔ اس کا بہی جنازہ غائب پڑہا جاوے۔

جواب الجواب منشی عبد العزیز خان صاحب عزیز ندرجہ پیسہ اخبار بر روشنیات حضرت مرزا صاحب

از خلیل الدین احمد راضیؔ تلہری

قولہ { ہے غلط آتے نہیں ہیں زلزلہ آنیکے دن
زلزلہ کیسا کہاں کوچ کر جانے کے دن

اقول - کچھ یہی غلطی کا ثبوت ہے کچھ بھی دعوے پر دلیل ہے بالکل واہیات نری خرافات۔ ہاں عروضانہ حیثیت سے ایک موزوں کلام ہے اس سے زیادہ نہیں۔ کیا ایسی تک بندیوں سے کسی کی تردید ہوسکتی ہے لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ گذشتہ سال میں ایک زلزلے کی پیشگوئی جس زور شور سے پوری ہوچکی ہے ملک جانتا ہے پس جب کا زندہ نمونہ موجود ہے اسکی تردید مردود۔

ے اے سفیہو اب نہیں صادق کو جھٹلانیکے دن
ایک گذری دوسرے آنے ہیں لرزانے کے دن

قولہ { خیر امت جبکہ حق نے کہد یا قرآن میں
کچھ نہیں اے امتِ مرحوم گھبرانیکے دن

اقول - خیر امت ہی بنے رہتے تو اس دن کو کیوں پہونچتے۔ رسی جل گئی اینٹھن نہ گئی نہ آپ سنبھلو نہ دوسروں کو سنبھلنے دو ہٹ دھرمی سے الٹی تقریریں الٹی تعلیمیں۔

ے خیر امت کے نہ آوازے کسو بے کسب خیر
ان خیالوں ہی نے دکھلائے یہ گرجانیکے دن

قولہ { کیا غضب بھڑکا ہے یار و اس خدائے پاک کا
ابرِ رحمت فرقِ امت پر ہیں اب چھانیکے دن

اقول - یاروں سے تصدیق نہ کرائیے خود ہی بتلائیے بجائے وہ کیوں جھوٹی باتوں پر مونڈی ہلانے لگے طاعون شریف کونہ سرِ مبارک سے ٹپک مارینگے۔

ے کیا غضب ہے اب غضب کو بھی غضب گنتے نہیں
اس سے بڑھکر اور کیا ہونگے غضب ڈھانیکے دن

قولہ { عیسئے مریم کے آنیکی ہے اک مدت دراز
اور ابھی ہیں بہت دجّال کے کینیکے دن

اقول - آپ درازی مدت کی گا رہے ہیں اور ادھر سے قیامت تک صدائے الفراق ہے

ے عیسئے مریم خدا کے پاس پہونچے دن ہوئے
آنیوالا مرد میدان آگیا آنے کے دن

قولہ { وہ گھڑی آئی نہیں مخلوق جو عیسئے کہے
اور بڑھتے جاتے ہیں دجّال کہلانیکے دن

اقول - کچھ مضائقہ نہیں دیر آید درست آید

ے وقت پر ہونا ہے سب کچھ وقت پر کھل جائیگا
کس کے عیسئے کسکے ہیں دجّال کہلانیکے دن

قولہ { مدعی جھوٹی نبوت کے بہت پیدا ہوئے
آگئے بے شباب لوگوں کے بہکانیکے دن

اقول - وہ کون ہیں اور کہاں ہیں اور کتنے ہیں۔ اگر سچوں کے دفتر میں نام لکھانا ہے تو ان جھوٹوں کی فہرست مرتب کرکے پیش کیجئے ورنہ ان سب کا مجموعہ ذات جامع الکمالات کو سمجھا جائیگا۔ اے مسلمانو بانگی دیکھتے جاؤ یہ اسلام کے سنبھالنے والے لوگ ہیں۔ افسوس صد افسوس۔

ے ہوچکی بس جھوٹی باتوں کی اشاعت ہوچکی
یاد رکھو اب چلے یہ گند پھیلانے کے دن

قولہ { زلزلہ آنا قدیمی بات ہے حادث نہیں
کچھ نہیں مخلوق کو ہیں اس سے غم کھانیکے دن

اقول - قدیمی بات تھی تو اسی حد تک رہے ہوتے آپ نے تو پہلے قدم وہ پھاگ کھیلے کہ ہمیشہ کے لئے اس قدامت کا دروازہ بند کردیا اب خشک تاویلوں کا سوئی تاگا دوڑاؤ اور اس چاک کو سیا کرو۔ اے ناظرین شعر کا نتیجہ نکالئے بہت صاف بات ہے۔ اسکے یہ معنی ہوئے کہ آسمانی تدارک سے نہ ڈرو۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

دیکھئے کیسا کھلا کھلا گمراہی کا سبق ہے۔ خدائی تہدید کو خیال میں نہ لانا اور الٰہی تنبیہ سے فائدہ نہ اٹھانا آفات پر آفات آنے کا یہی تو سبب ہے۔

ناصحِ مشفق سلامت ہیں تو یہ بھی دیکھنا
لاتے ہیں کیا کیا غریبوں پر ستم ڈھانے کے دن

قولہ { عیسئے مریم سوا جو غیر کو عیسے کہیں
عنقریب آتے ہیں انکے سخت پچھتانیکے دن

اقول - اچھی طرح سے سمجھا دیا گیا کھول کھول کے بتا دیا گیا اگر اب بھی شرارت سے باز نہ آئیں اور زبردستی استعارہ کو حقیقت پر جڑے جائیں تو اب خدا کے سمجھانے کی باری ہے۔

عیسئے امت جدا ہے عیسئے مرسل جدا
اب سمجھ گے تو پھر سمجھو گے سمجھانے کے دن

قولہ { حضرت مہدی کو پیدا کر دے اے خالق مرے
مصطفائی دین کے دکھلا دے پھیلانیکے دن

اقول - جھوٹی دعاؤں سے حضرت مہدی نہیں مل سکتے ہیں سچا دل اور سچی زبان پیدا کرو۔ ذرا اس دعا کو یاد رکھنا آگے فیصلہ ہوگا۔ انشاء اللہ تعالے۔

ے منکران حضرتِ مہدی کو یارب آنکھ دے
یہ بدل جائیں یقیں سے انکے شک لانیکے دن

قولہ { آسمان سے حضرت عیسئے کو ہی اب بھیجدے
دیکھیں ہم دجّال کے نابود ہو جانیکے دن

اقول - اگر عیسیٰ روح اللہ کا خیال ہے تو یوم حشر پر اٹھا رکھو۔ اور اگر عیسیٰ موعود کی طلب ہے تو سچی دعاؤں میں لگ جاؤ۔

ے المدد یارب کہ مشکل ہے مسیحا کی شناخت
اس بڑے فتنے کے دن ان تیلا آنیکے دن

قولہ { مصحفِ اقدس میں فوت حضرت عیسیٰ نہیں
نامزول اسمیں ہیں انکی زندگی پانیکے دن

اقول - بھئی تمکو اپنی جان عزیز کی قسم کیا سچ مچ حضرت عیسئے کی مقدار عمری مصحف اقدس میں مذکور ہے اللہ اللہ سلف سے خلف تک کیسی کیسی قرآنی طاقتیں دکھائی گئیں مگر اس زندہ معجزے کی کسکے فرشتوں کو خبر تھی توبہ توبہ اب کس مسخرے کی مجال جو اس حیّ و قیوم نبی کو مردہ کہہ سکے۔

او میاں تمہارا بول بالا اور یہ چاند سا منہ ہمیشہ اوجالا کیا ہم بھی اس آیت مخزن ہدایت کی زیارت کرسکتے ہیں یا نہیں۔ نہیں نہیں شرمائیے نہیں۔ میدان میں لائیے اور سرکشوں کو نیچا دکھائیے کسی طرح یہ کفر کا جال ٹوٹے تو سہی۔ اسوقت ہم کو حضرت مرزا صاحب کا وہ الہام کہ جو تیری اہانت کرے گا ضرور میں اوسکی اہانت کردوں گا یاد آیا ہے سوچ رہے ہیں کہ کبھی سچا نکلا بھی یا نہیں اس خیال میں ہم آپ کو بھی شریک کرنا چاہتے ہیں فرمائیے کیا جواب ہے۔ قصور معاف مانو یا نہ مانو بھانڈا پھوٹ گیا۔

ے تم کہے جاؤ مگر یہ سارے قصے ہر جگہ
دور پہونچے اب گرے مردے کہ پھر آنیکے دن

قولہ { مصطفےٰ کے بعد جس نے دوسرا ڈھونڈا نبی
آگئے اوسکے لئے اب ٹھوکریں کھانیکے دن

اقول - چہ خوش خود ایک نبی کے جویا اور دوسرے کو الزام۔ الٹے چور کوتوال کو ڈانٹے۔ ختم نبوت کے بعد پھر بھی کسی نبی کو آسمان سے کھینچنا یہ ٹھوکریں کھانا نہیں تو اور کیا ہے سچ پوچھئے تو یہ ساری خرابیاں ایک خیال پرستی سے ہیں انہیں اصلاحوں کیلئے تو یہ مسیحا نفس مجدد آیا ہے ے

آنکھ کھولو بیچ و خم صدیوں کے بیان ہوگئے
یہ سنبھل جانیکے ہیں یا ٹھوکریں کھانیکے دن

قولہ { چل چکے جھونکے ہوائے مکر کے بے انتہا
گلشن دین نبی کے اب ہیں لہرانیکے دن

اقول - مکروں کی فہرست

پہلا مکر - گذشتہ زلزلہ کی ثابت شدہ پیشگوئی کا کتمان۔

دوسرا مکر - خیر خواہی کے پردے میں خیر امت کی بد خواہی۔

تیسرا مکر - بھڑکے ہوئے غضب کی نفی۔

چوتھا مکر - مدعیان نبوت کے ظہور کا فرضی اعلان۔

پانچواں مکر - زمین لرزہ کا رسمیات میں شمار۔

چھٹا مکر - امام مہدی اور اشاعت دین کیلئے نمائشی دعا۔

ساتواں مکر - جو سب مکروں کا قبلہ گاہ ہے عمر مسیحی کی اپنے ہاتھوں پیمانہ تراشی اور نام مصحف اقدس کا۔

آٹھواں مکر - ختم نبوت کے بعد خود ایک آسمانی نبی کی تلاش اور طنز دوسرے پر۔

نواں مکر - اتنے مکروں کے بعد بھی موتی کے مگر دوسرا مکروں کی آندھی۔

دسواں مکر - دعائے نبوت کا جھوٹا الزام۔ یہ آگے آئے گا۔

تلک عشرۃ کاملۃ

ے دن پھرے ہیں باغِ دیں کے اے خس خاشاکِ دیں
بس ہوا ہو اب تمہارے ہیں ہوا کھانے کے دن

قولہ { مدعی ہوکر نبوت کا جو کھنچوائی شبیہ
اسکے آتے ہیں عذاب النار کی پانیکے دن

اقول - ذرا اوستاد جی کی تو کہئے میاں داغ کا کیا حشر ہوا جنکی شبیہ اخباروں اور جنتریوں میں گشت کررہی ہے۔ دوزخی ہوئے یا جنتی ہم تو حسن ظن سے جنتی کہیں گے۔ اس اعتراض کا جواب فاضل امروہی نے آیات الرحمٰن میں دیا ہے اسکا رد کرکے دکہاؤ۔ حضرت مرزا صاحب کو حقیقی نبوت کا دعویٰ نہیں اور اب تا قیام قیامت اگر کوئی ایسا دعویٰ کرے وہ سو جھوٹوں کا جھوٹا اور اوس سے زیادہ وہ جھوٹا بلکہ جھوٹوں کا بادشاہ جو کسی پر خلاف دعوے باندھے ے

کیا ضرورت تھی شبیہ عیسئے موعود کی
اسکو سمجھو گے حسد کی آگ بجھ جانیکے دن

قولہ { نص الیوم اکملت لکم سے ختم نعمت ہوگئی
دین کامل ہوگیا اب کیسے پھیلانیکے دن

اقول - جی ہاں اس وقت تک کہ حضرت مہدی کو یاد کیا گیا تھا دین کامل نہ تھا اب اتنی سی دیر میں کہ پانچ شعر کہے گئے دین کامل ہوگیا تبھی تو ہم نے کہا تھا کہ حضرت مہدی جھوٹی دعاؤں سے نہیں مل سکتے ہیں۔ زبان سے بلاؤ اور دل سے رد کردو یہی تو محرومی کے حجاب ہیں جو اس آفتاب عالمتاب کو باوجود وسط السماء پر آجانے کے اب تک نگاہوں سے چھپائے ہوئے ہیں۔ اب ہم اپنے کامل دینداروں کی زبان حق ترجمان سے سننا چاہتے ہیں کہ اوس دعا کا کیا نام رکھنا چاہئے مومنانہ یا منافقانہ ے

پھیلنے کو دین کے جو دیدیا ہے یوں جواب
ان خیالوں ہی سے آئے دیں پھیلانیکے دن

قولہ { التجا ہے داورِ محشر سے یہ میری اے عزیز
ابرِ رحمت سر پہ ہو اس آگ برسانیکے دن

اقول - اگر کل کو اس ابر رحمت کا سہارا ڈھونڈھتے ہو تو آج اس ابر رحمت کے سائے میں آجاؤ جس کا وعدہ صدیوں کے بعد ہمارے زمانہ میں پورا ہوا ہے - والحمد للہ علے ذالک۔

جو مسیحا کی وہی راضیؔ کی یارب ہے دعا
گود میں تیری ہوں ہم اس خون دل کھانیکے دن

توحید اور نبوت

الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں اخبار وکیل کے ایک نوٹ کا جواب لکھتے ہوئے میں نے اس خطرناک زہر کا ذکر کیا تھا۔ جو ڈاکٹر عبد الحکیم خان کے ذریعہ پھیلنے والی تھی۔ اور جس نے خود ڈاکٹر مذکور کو روحانی طور پر ہلاک کر دیا۔ وہ زہر یہ ہے کہ محض اقرار توحید نجات کے لئے کافی ہے جن لوگوں نے ڈاکٹر مذکور کی اس خط و کتابت کو پڑھا ہے جو انہوں نے حضرت مسیح موعود سے کی ہے وہ اس نکتہ پر پہنچ گئے کہ شروع سے آخر تک یہی امر متنازعہ فیہ رہا ہے حضرت اقدس نے بار بار ڈاکٹر کو اس خطرناک عقیدہ سے ڈرایا ہے مگر۔

تہی دستان قسمت را چہ سود از رہبر کامل

ڈاکٹر صاحب نے نہ ماننا تھا نہ مانا۔ اور چونکہ بظاہر یہ زہر آب حیات کی صورت میں پیش کی جاتی ہے اور اس سے بعض لوگوں کو دھوکہ لگنے کا احتمال اور اندیشہ ہے اس لئے میں چاہتا ہوں کہ کسی قدر تفصیل کے ساتھ اس پر بحث کروں

ہستی باری تعالیٰ کی ہستی اور اسکی توحید پر فلسفیانہ بحث کسی آئندہ موقعہ پر کر سکتا ہوں۔ کیونکہ میرے نزدیک بحالت موجودہ یہ مسئلہ امر متنازعہ نہیں ہے ڈاکٹر صاحب اور ان کے ہم رائے (اگر کوئی ہوں) وجود باری اور توحید باری کے قایل ہیں اس لئے اس کو مسلم قرار دیکر میں اس امر پر بحث کرونگا۔ کہ کیا نبوت و رسالت کے بدون وجود باری یا توحید باری ممکن بھی ہو سکتی ہے یا نہیں؟ اگرچہ ڈاکٹر صاحب بانی نبوت و رسالت کے قایل ہیں لیکن اس بحث کے چھیڑنے سے انہوں نے بتا دیا ہے۔ کہ فی الحقیقت وہ سلسلہ رسالت کو معاذ اللہ محض لغو قرار دیتے ہیں۔ ورنہ وہ اس پر زور نہ دیتے کہ محض اقرار توحید ہی نجات کے لئے کافی ہے

میں حیران ہوں کہ انہوں نے نجات کو سمجھا کیا ہے اگر یہ نجات یہی نجات ہے۔ تو خیر وہ کسی حقیقی موت یا اعتقاد کہنے سے مل سکتی ہے اور ... تمیز کے وضو کی طرح کوئی چیز اس کی ناقص نہیں۔ لیکن اگر نجات کا مفہوم وہی ہے۔ جو قران شریف نے بیان کیا ہے اور فی الحقیقت وہی ہے تو وہ تو ... اقرار سے کہ خدا ... ایک ہے نہیں مل سکتی۔

پھر ہندوؤں اور مسلمانوں میں فرق کیا ہوتا

... ہے۔ ڈاکٹر عبد الحکیم خان نے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کی عزت پر حملہ کیا ہے اور درپردہ اللہ تعالیٰ کی عظمت و جبروت پر بھی حملہ کیا ہے جسنے سلسلہ رسالت کو قائم کیا اور نوع انسان کی نجات کا اسے ذریعہ ٹھہرایا کیونکہ اگر اتنا ہی اقرار بس ہے تو میں کہہ سکتا ہوں کہ ... کیلئے کسی رسالت اور شریعت کی حاجت نہیں

کتاب اللہ کا آنا بیکار اور بے سود ہوگا اور اسطرح ہر مسلمان اس نعمت عظمیٰ سے محروم کر دے جاویں گے جو انہیں قرآن کریم کے ذریعہ سے ملی ہے

یہ ہے وہ اصلاح جو ڈاکٹر عبد الحکیم خان کرنا چاہتے ہیں اور جسے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے دشمن نہیں نہیں بلکہ خدا اور اسکے رسول کے دشمن اصلاح قرار دیتے ہیں

میں اس مضمون کے مختلف پہلوؤں پر بحث کرتا لیکن چونکہ بعض اصولی بحث مسلمات فریقین سے ہیں اس لئے میں نے عمداً ان کو چھوڑ دیا ہے۔ ... اس مضمون میں عقلی و نقلی طور پر ... توحید ... وجود باری ... نہیں ہو سکتا جب تک سلسلہ رسالت ... اور ... سعادت ... کی ... معلوم نہیں ہو سکتی جب تک کہ کامل ... خدا تعالیٰ کی طرف ... اور ... شریعت

رسالت اور نبوت کا مسئلہ ایسا مسئلہ ہے کہ دنیا کی ... کسی نہ کسی رنگ میں اسکو تسلیم کیا ہے ... اور خدا تعالیٰ کی حمید و مجید کتاب جسکی طرف سے غفلت کا الزام ہم پر ڈاکٹر صاحب لگاتے ہیں اور جس کے خادم ہونے کا انہیں بہت بڑا دعویٰ ہے) اس مسئلہ کو خوب کھول کھول کر بیان کرتی ہے

ان من امة الا خلا فیها نذیر

پھر ایسی صورت میں حالت میں ایسے تاریخی مسئلہ سے انکار تو حماقت ہے اگر اس کا کوئی تعلق توحید یا وجود باری سے نہ تھا تو پھر خدا تعالیٰ کو اس سلسلہ کے اختیار کرنے کی حاجت ہی کیا تھی؟ یا تو ڈاکٹر صاحب برہموؤں کی طرح اس کو بالکل بے سود قرار دیں اگر وہ ایسا نہیں کر سکتے تو مدار نجات اقرار توحید ہی پر ٹھہرانا سراسر نادانی اور قران کریم کو پس پشت ڈال دینا ہے

نجات کا مدار یقین کامل پر ہے جب تک خدا تعالیٰ کی ہستی پر گناہ سوز ایمان اور یقین

پیدا نہ ہو انسان کی فطرت میں وہ رنگ اور صورت پیدا نہیں ہو سکتی جو اسے ہر قسم کے فسق و فجور سے نکالے اور دنیا اور مافیہا کو وہ اپنا معبود بنانے سے رک جاوے۔ کیونکہ مدار نجات کا اس پر ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کو تمام دنیا اور اس کے تلذذات اس کے ہر قسم کے مال و منال اور اس کے تمام تعلقات یہاں تک کہ اپنے وجود اور ذات پر بھی مقدم کرے اور دنیا کی کوئی محبت اللہ تعالیٰ کی محبت پر غالب نہ آوے۔ مگر برخلاف اس کے مشاہدہ بتا رہا ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے کی بجائے اس سے تعلق شدید پیدا کرنے کی بجائے اس کی محبت اور اطاعت میں محو ہونے کی بجائے دنیا اور اسکی لذائذ اور اسکے تعلقات میں ایسا الجھا اور از خود رفتہ ہو رہا ہے جس کا بیان ان الفاظ میں نہیں ہو سکتا۔ اسکا باعث کیا ہے؟ یہی کہ اللہ تعالیٰ کے وجود اس کی ہستی اس کے صفات پر اسے کامل یقین اور معرفت تام وصل نہیں ورنہ اگر وہ اللہ تعالیٰ کے جلال و جبروت سے واقف ہوتا ... اسطرح دیکھتا جیسے دنیا اور اسکی چیزوں کو دیکھتا ہے اور خدا تعالیٰ میں جو ... اسی طرح محسوس ... دنیا کی ... لذتوں کو پاتا ہے ... اور ... راحت ... اللہ تعالیٰ ... میں پاتا۔ مگر ایسا نہیں

اسکی وجہ یہی ہے کہ اسے یقین کامل ویسا نہیں جیسا دنیا کی مشہود و محسوس اشیاء پر ہے خدا تعالیٰ کے وجود کو وہمی اور ظنی طور پر تسلیم کرتا ہے اسلئے اس ظن اور وہم کو یقین کامل کے درجہ تک پہونچانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے سلسلہ نبوت کو قائم کیا ہے

ضرورت نبوت پر بھی کسی فلسفیانہ بحث کی حاجت نہیں اسلئے کہ نظام قدرت میں اس کے نظایر موجود ہونیکے علاوہ انسان کی عملی حالت اسپر شہادت دیتی ہے کہ ... کوئی امام اور لیڈر ... اگر کوئی شخص اس مشاہدہ صحیح کا انکار کرے تو اسکی صریح غلطی ہے اسلئے کہ نظام ظاہری میں حکومت اور سلطنت کا مسئلہ اور فلسفہ اسکا حل کر دیتا ہے جبکہ نظام ظاہری ... انسان اس سے بے نیاز نہیں کر سکتا کہ اسکا کوئی خاص حکمران اور سرپرست ہو جو امن و امان کو قائم رکھے اسطرح پر نظام روحانی میں بھی ایک فرد کامل کا ہونا ضروری ہے جو ظاہری حکمران کے بالمقابل ... ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کی رسالت کا فلسفہ اور حکومت کا فلسفہ خود قرآن کریم میں بیان

ولولا دفع الله الناس بعضهم ببعض لفسدت الارض ولكن الله ذو فضل على العالمين

یعنے اگر اللہ تعالیٰ کا یہ اصول نہ ہوتا کہ شریر انسانوں کو ان انسانوں کے ذریعہ سے دفع کر دیا جاوے جو ملک کے اندر سطوت اور جبروت رکھتے ہیں تو زمین تباہ اور برباد ہو جاتی یہ سلسلہ کارخانہ اور انتظام تہہ و بالا و درہم برہم ہو جاتا لیکن اللہ تعالیٰ کا لوگوں پر بڑا فضل اور بڑا رحم ہے کہ اس نے حکومت ظاہری کا سلسلہ بند نہیں کیا جسکی وجہ سے شریر انسانوں کی دست برد سے دنیا کو نجات مل جاتی ہے

پس جب جسم اور ... کیلئے خدا تعالیٰ نے پسند نہیں کیا کہ شتر بے مہار کی طرح لوگ ہوا و ہوس پر چلیں کریں تو یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ وہ باطنی سلسلہ کو تباہ اور پریشان کر دیتا؟ کبھی نہیں۔

اس بیان کے بعد اب غور طلب اور قابل بحث یہ امر رہ جاتا ہے کہ اقرار نبوت کی کس حد تک ضرورت ہے اور اس اقرار کی نوعیت کیا ہے یعنے کس وقت کہا جاویگا کہ اقرار نبوت کیا ہے؟ یا دوسرے الفاظ میں یوں کہو کہ اقرار نبوت کیا چیز ہے۔ اور توحید اور نبوت کے اقرار کا باہم کیا رشتہ ہے؟

اس قسم کے سوالات کا جواب دینے کیلئے میں عقلی اور خیالی بحث نہیں کرونگا اور نہ اسکی ضرورت اور حاجت ڈاکٹر صاحب بار بار کہتے ہیں کہ میں قرآن مجید پیش کرتا ہوں اسلئے انکے لئے قرآن مجید کا پیش کرنا ضروری ہے اور فی الحقیقت قرآن مجید سے بڑھکر اور کونسی ... اور ... دلیل ہو سکتی ہے

قرآن مجید کا عام طرز بیان صاف طور پر بتا رہا ہے کہ اس نے جہاں ایمان باللہ کا ذکر کیا ہے یا جہاں اطاعت اللہ کی ہدایت فرمائی ہے اسکے ساتھ ہی ایمان بالرسل اور اطاعت الرسل کا سبق ساتھ دیا ہے گویا ایمان بالرسول لازم و ملزوم امر ہیں

اس مطلب پر قرآن کریم کی کثیر التعداد آیات میں پیش کر سکتا ہوں لیکن اگر اس مقصد سے ڈاکٹر صاحب یا انکا کوئی اور ہم خیال (اگر ہو) انکار کرے تو سلسلہ وار وہ آیات پیش کر دی جاوینگی تاہم مختصر طور پر کچھ آیات درج کر دینی ضروری معلوم ہوتی ہیں چنانچہ ملاحظہ ہوں آیات ذیل

(۱) یایها الذین امنوا اطیعوا الله و اطیعوا الرسول واولی الامر منکم الخ (النساء)

(۲) ومن یطع الله والرسول فاولئك مع الذین انعم الله علیهم الخ (نساء ع ۹)

(۳) ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین له الهدى الخ (نساء ع ۱۷)

(۴) ذالك بانهم شاقوا الله ورسوله الخ (انفال ع ۲)

(۵) ویطیعون الله ورسوله الخ (توبہ ع ۹)

(۶) ومن یطع الله ورسوله ویخش الله ویتقه الخ (نور)

(۷) قل اطیعوا الله واطیعوا الرسول

(۸) واقیموا الصلوٰة واتوا الزكوٰة واطیعوا الرسول لعلكم ترحمون (نور ع ۷)

(۹) ومن یطع الله ورسوله فقد فاز فوزا عظیما

(۱۰) وان تطیعوا الله ورسوله لا یلتکم من اعمالکم شیئا (حجرات ع ۲)

ــــــ

ؔ اس آیت پر اگست ۱۹۰۸ء میں میرے محسن و مخدوم قوم حضرت مولانا مولوی عبد الکریم رضی اللہ عنہ نے ایک خطبہ پڑھا تھا جسکا یہاں درج کرنا ضروری ہے۔ اسلئے کہ جہاں ہم حمایت کے ... [illegible]

[illegible]

اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْفُرُوْنَ بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖ وَیُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّفَرِّقُوْا بَیْنَ اللّٰہِ وَرُسُلِہٖ وَیَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَکْفُرُ بِبَعْضٍ وَّیُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّتَّخِذُوْا بَیْنَ ذٰلِکَ سَبِیْلًا ۙ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْکٰفِرُوْنَ حَقًّا ۚ وَاَعْتَدْنَا لِلْکٰفِرِیْنَ عَذَابًا مُّھِیْنًا ۵

جو لوگ اللہ اور اوس کے رسولوں کا کفر کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اللہ اور اوس کے رسولوں میں تفریق کر دیں کہتے ہیں کہ بعض کو مانتے ہیں اور بعض کو نہیں مانتے اور چاہتے ہیں کہ اس کے اندر اندر ایک راہ بنا لیں وہ یقیناً کافر ہیں۔

اللہ جل شانہ کے ماننے کے بعد **رسولوں پر ایمان لانے کا مسئلہ درحقیقت ایک نازک** مسئلہ ہے۔ اس مسئلہ کے سمجھنے میں بڑی دقتیں اور مشکلات پیش آتی ہیں اسلئے کہ یہ مسئلہ بھی ایمانیات کی قسم سے ہے اور وہی مشکلات اس کے چاروں طرف محیط ہیں جو مسئلہ الوہیت اور ملائکہ اور کتب پر ایمان لانے کی نسبت ہیں اور علاوہ براں رسولوں کا جنس انسان سے ہونا ان مشکلات کی تاریکی کو اور بھی زیادہ ترقی دینے کا موجب ہوا رسول کی جامع تعریف کیا ہے؟ اوس شناخت کی علامات کیا ہیں؟ پھر اوس پر کسدرجہ کا ایمان چاہئے؟ اسکے اقوال و افعال یعنی اس کی سنت کی اتباع میں کس حد تک رنگین ہونا چاہیئے۔ غرض کیونکر اس اس میں سر تا پا کہوئے جائیں؟ یہ باتیں ہیں جنکا حل کسی زمانہ میں بہت آسانی سے نہیں ہوا اور توقع کے موافق گرد و غبار سے مطلع صاف نہیں ہوا۔ درحقیقت آفتاب صداقت یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے بعد عادتاً اس ضروری اور اہم مسئلہ کی راہ میں بیشمار روکیں پیدا ہوئیں اور فیج اعوج نے تو مکڑی کی طرح اس کے ارد گرد جالوں کے انبار تنگ دئے اور آخر بجز رسم اور عادت کی پیروی اور افراط و تفریط کے اور کچھ نہ رہا۔ الا ماشاء اللہ۔ مگر خدا تعالےٰ کا شکر ہے کہ ہمیں ان امور کی نسبت نہ تو کوئی اضطراب ہے۔ اور نہ حیرت مذموم لاحق ہے۔ زمانہ کے بیکراں چکروں اور صدیوں کے انتظاروں کے بعد خدا تعالےٰ نے ہمارے زمانہ میں نبوت اور رسالت کے منہاج پر ایک سلسلہ کھڑا کیا ہے جس نے رسالت اور نبوت کو بڑی صفائی سے ہم پر منکشف کر دیا ہے اور رسالت کا چہرہ جو صدیوں کے شکوک و وساوس کے بادلوں میں چھپ گیا تھا اصلی روشنی کیساتھ ہم پر جلوہ گر کیا گیا ہے۔ اس مبارک ظل نے نہ صرف ایک اصل کو بلکہ ساری نبوتوں اور رسالتوں کو نئے سرے سے زندہ کر دیا ہے درحقیقت اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان اور خاص فضل ہمپر ہے کہ ہمیں خیالی اور قیاسی ڈھکوسلوں سے دل بہلانے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ ہم میں خاص اوسی رنگ اور اوسی نمونہ پر ایک فرستادہ ربانی اور مرسل یزدانی موجود ہے اس مبارک انسان کے وجود نے اپنے فعل اور قول اور علامات صدق سے وہ ساری راہیں صاف کر دی ہیں جو مدتوں سے دور رہیں اور کسی رہرو کا نقش پا ان پگھنڈیوں پہ نہ ملتا تھا۔ اور ہم نے اسی شرح صدر اور ذوق سے اُن ہی دلائل اور حجج سے اُن ہی علامات صدق سے اسے پہچانا جن کے وسیلہ سے صحابہ (رضوان اللہ علیہم اجمعین) نے نورِ محمدی کو (علیہ افضل الصلوات والتسلیمات) پہچانا۔ قسم اُس خدائے ذوالجلال کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں ہر وقت اس مصفّا آئینہ میں تمام نبیوں اور رسولوں اور اہل اللہ کا صاف صاف چہرہ دیکھتا ہوں وللہ الحمد۔ الغرض اسوقت خدا کے فضل سے حضرت مرسل اللہ مسیح موعود علیہ السلام کے طفیل ہمارا بوجھ بہت ہلکا ہو گیا ہے اور ہمیں بڑی آسانی سے پتہ مل گیا ہے کہ خدا کے فرستادے کیسے ہوتے تھے اور کن علامات سے وہ شناخت کئے جاتے تھے مبارک ہوا س آنے والے کو جس نے تمام اگلے سچوں کی لاج رکھی اور دین حق کو جو افسانوں کے رنگ میں سمجھا جا چکا تھا پھر اپنے انفاس مسیحی سے بحال کیا اور مبارک ہو اُس قوم کو جنکو اس پر آشوب وقت میں عنایت ازلی کا بدرقہ سیدھا قادیان کے دارالامان میں لے آیا اور اُن کا ہاتھ پکڑ کے انہیں دیدیا۔ اب بڑی بات جسپر میں اپنی جماعت کو توجہ دلانا چاہتا ہوں یہ ہے کہ کسدرجہ کا ایمان ہمیں اس امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت رکھنا چاہیئے میں صاف صاف کہتا ہوں اور بصیرت اور شرح صدر سے کہتا ہوں کہ اسی قسم کا ایمان جو اس امام کے متبوع و مقتدا (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نسبت چاہا گیا ہے۔ جبکہ یہ مرسل اللہ اُسی کے نام اور اُسی منہاج اور اُسی قدم پر ہے۔ اسلئے کہ اُسی ایمان کو اُن ہی طاقتوں اور معجزوں کے ساتھ ثریا سے اُتارنے کے لئے آیا ہے جو قرآن کریم نے دنیا کو بخشا تھا غرض جبکہ چشمہ ایک ہی ہے اور آقا اور غلام دونوں ایک ہی مقصد کے پورا کرنے کو یکساں ہتھیار لے کر آئے ہیں تو کیا وجہ ہے کہ مرسلانِ الٰہی میں تفریق روا رکھی جاوے۔ بخدائے عظیم مجھے تو ذرا بھی تردد نہیں اس بات کے کہنے میں کہ اسوقت مفرّق بھی وہی لوگ ہیں جو بعض کو ماننے اور بعض کا انکار کرتے ہیں اب اس بات کی تشریح اور صفائی کے لئے کہ وہ کیسا ایمان ہونا چاہیئے یا وہ کیسا ایمان تھا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت قوم سے طلب کیا گیا میں قرآن کریم کی ایک آیت پڑھتا ہوں اس میں ہماری جماعت کو ہمیشہ غور کرنا چاہیئے اور چاہیئے کہ کبھی اپنے ایمانوں پر مطمئن نہ ہوں اور نہ کید نفس سے ایمن ہوں۔ اور وساوس کے ورطہ میں مبتلا ہو جانے سے ہرگز نڈر نہ ہوں جب تک دامان دل میں اس جنس کے ایمان کا موتی ڈال نہ لیں جو اس آیت سے سمجھ میں آتا ہے اور وہ آیت یہ ہے۔

فَلَا وَرَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَھُمْ ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْٓ اَنْفُسِھِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ وَیُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا

یعنی تیرے رب کی قسم وہ مومن نہیں ہوں گے جب تک تجھے اپنے تمام جھگڑے کی باتوں میں حکم نہ بنائیں۔ پھر اس کے بعد یہ کریں کہ تیرے فیصلہ سے کوئی اٹک اپنے دلوں میں نہ پائیں اور اُس کے آگے سر تسلیم خم کر دیں مجھے یاد ہے کہ اس آیہ شریفہ پر پہلے بھی الحکم کے کسی پرچہ میں کچھ لکھ چکا ہوں۔ اب بھی کچھ تھوڑا سا بیان کرتا ہوں اس آیت میں ایمان بالرسل کے لئے یہ شرط لگا دی گئی ہے کہ ہر اختلاف باہمی کے وقت رسول حکم ہو۔ اُسکا فیصلہ ناطق اور قطعی ہو۔ اُس کے فیصلہ پہ زبانیں ہی نہیں دل بھی منشرح و ذوق سے راضی ہو جائیں۔ اور بالآخر اوس کے موافق عمل درآمد کر کے بھی دکھائیں۔ ایک صاحب دل جو اس تلاش میں لگا رہتا ہے کہ قوم بنانے کے اور قوم کو سنوارنے کے اصول اور قواعد پیدا کرے وہ اس حکیم آیت کی قدر کر سکتا ہے کہ اس نے قوم بنانے اور پھر اسکی اصلاح کا کیسا اچھا گر بتایا ہے دنیا میں ایسے افراد ہیں اور عام کاروبار کے ہر ایک شعبہ میں لازماً ہوا کرتے ہیں جنکی رائوں اور امروں کا اتباع ایک کثیر گروہ کو فوراً آنکھ بند کر کے کرنا پڑتا ہے میدان جنگ میں بیشمار جانیں اور دل کٹھ پتلی کی طرح ایک سرلشکر کے اشارہ پر کھیلتی ہیں اور کھیلنا پڑتا ہے علی ہذا القیاس اس سے اور بہت سی مثالیں پیدا کر لو اب یہ بات تو کوئی قابل نزاع نہیں رہی کہ نظام قدرت ہیئت اجتماعی کے قایم رکھنے کے لئے اس امر کو چاہتا ہے کہ ایسے متبوع اور مقتدا ہوں جنکی اطاعت اس درجہ کی ہو۔ مگر نظارۂ قدرت کا تجربہ اور اون افراد کا استقراء کشاں کشاں اسطرف لاتا ہے کہ تمام افراد اس قابل نہیں ہوتے کہ اُن کی اتباع آخرکار لازماً فلاح اور فوز اور سعادت کا نتیجہ دے اور کبھی بھی ہلاکت اوس سے پیش نہ آوے۔ مثلاً ممکن ہے اور واقعات اس کے شاہد ہیں کہ فوج نے سرلشکر کا امر اتباع کے پورے معنوں میں مانا ہے۔ اور کبھی فوج اور کبھی دونو آمر و مامور ہلاک ہو گئے ہیں یہ خوف جو اس تجربہ کا سچا نتیجہ ہے تنبیہ کرتا ہے کہ ہر کا ناقہ میں ... دینا روا نہیں۔ ادہر ایک اور شخص آزادی رائے اور قوت خود مختاری کی حمایت میں آستین کس کر کھڑا ہوتا ہے کہ ایک فرد خاص کی اطاعت و اتباع اس درجہ کی جو تمہارا مطلوب ہے فری وِل یعنی قوت اختیار کا خون کرنا ہے علاوہ براں عقل کیونکر تسکین پا جائے اس بات سے کہ ایک ایسے شخص کی اتباع اور تحکیم فرض قرار دیدی جائے ایسی قوموں پر جو ہر قسم کے تجربہ کاروں اور دانشوں اور فراستوں کے جامع فردوں سے مرکب ہوں۔ ان طرح کا زبانوں کی بظاہر سطحی خیال لوگوں پر بہت پڑ سکتی تھی۔ ان تمام اعتراضوں کے کافی جواب کو مد نظر رکھکر اور بیقرار قلوب کو پوری تسکین دینے کے لئے خدا شہ حکیم نے اپنا کلام اس طرح پر شروع کیا۔

فَلَا وَرَبِّکَ - وَرَبِّکَ اس امر کی کنایہ ہے یعنی قانون قدرت اور اصول فطرت کے موافق ہم نے اس انسان کو اپنے دبستان میں تربیت کر کے بھیجا ہے۔ اور کیا کبھی ہو سکتا ہے کہ ہمارا تربیت کردہ جسے ہم نے اصلاح خلق کے مناسب حال قوے عنایت کئے ہیں کسی امر میں غلطی کھا جائے اور اوس کے اتباع و تحکیم کا نتیجہ کبھی ہلاکت اور تباہی ہو سکتی ہے؟ حقیقت میں انسان کی بیقرار طبیعت کے اغراض کی حقیقت اور خدا تعالےٰ کے شافی جواب کی ماہیت ایک سلیم الفطرۃ کے سوا دوسرا کم سمجھ سکتا ہے۔ لاانتہا ددروں کے لاانتہا سلسلوں دنیا کے دانشمندترین فلسفیوں اور عقل و فہم پر ناز کرنے والوں خواہ کسی ملک و ملت کے ہوں ایک ہی جواب دیا گیا ہے اور حکیم قرآن نے اسے کافی و وافی سمجھا ہے۔ اور ایک قادر مطلق قہار آواز سے حکم دیا ہے کہ ایک انسان کی جو خدا کا شاگرد ہے تحکیم اور اتباع اختیار کرو۔ **عزیزو!** کوئی ہے جو اس جواب کو ناکافی کہے اور اس دلیل کو جو اتباع کے لئے دی گئی ہے کمزور کہے۔ ہاں ممکن تو ہے کہ ناعاقبت اندیش جلد باز کسی طرف سے بول اُٹھے کہ یہ محض تحکم اور زور آوری ہے کیونکر ممکن ہے کہ ایک ایسے شخص کے پاؤں میں تمام تجربہ کار عقلیں اپنی اپنی پگڑیاں اُتار کر رکھدیں جسنے زمانہ کے نشیب و فراز سے کچھ بھی نہیں دیکھا۔ اور عمر کا کثیر حصہ پہاڑ کے غاروں اور گھر کے تاریک گوشوں میں بسر کیا۔ اور زمانہ کی کسی شوخ اور واقف کار سوسائٹی کی دہلیز کے اندر قدم نہیں رکھا۔ کسی ملکی اور سیاسی مدرسہ میں کبھی تعلیم نہیں پائی کسی مذہبی معلم کی شاگردی کا فخر حاصل نہیں کیا۔ اللہ اللہ ایسے شخص کے مقابل

چاہا جاتا ہے کہ صیقل یافتہ اور مہذب عقلیں اور تعلیم و تربیت کی معراج پہونچی ہوئی دانشیں اپنے اندرونوں کو خاکستر کر دیں۔ اس اعتراض کے جواب کے لئے پہلے سے ہی زیادہ صاف راہ کھلی ہوئی ہے۔ یعنی یہ کہ جس قوم نے کامل اتباع محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا کیا اور آپ کی پیروی میں سراسر کھوئے گئے۔ اور کوئی اپنا ارادہ اور تجربہ اور علم اور فہم اوس کے امر کے آگے کچھ بھی نہ سمجھا۔ آپ کے اوامر کی پیروی تو ایک طرف آپ کے عادات اور ذاتیات کی پیروی کو بھی اپنا فخر سمجھا۔ اُس قوم کا کیا حال ہوا؟ کیا ایسے اتباع اور تحکیم نے انھیں کوئی نقصان پہونچایا؟ یا تاریکی کے رہنے والوں کو نور کے فرشتے بنا دیا۔ صحابہ کی پہلی حالت یا دنیا کی اوس حالت کا نقشہ ان لفظوں میں کتاب الٰہی نے دکھایا ہے ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ۔ یعنی یہ رسول ایسے وقت میں آیا۔ جبکہ اہل کتاب اور امی سب بگڑ چکے تھے اور اس رسول کا کام ان لفظوں میں بتایا اِعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ يُحْيِي الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا یعنی اب خدا چاہتا ہے کہ اس رسول کے واسطے سے ان دلوں کو جو مر چکے تھے [illegible] اور [illegible] رسول کی پیروی کا نتیجہ بتایا فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ یعنی میری پیروی [illegible] اور اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تم [illegible] محبوب ہو جاؤ گے [illegible] محبوب اللہ ہونا قرآن کریم کی اصطلاح میں [illegible] اور بابرکت [illegible] انسانی [illegible] اور مدارج عالیہ [illegible] بالآخر قدرت اور شوکت ہمارے حصہ میں [illegible] برکات اور [illegible] جو اہل انجیل اور آریوں کے ہاتھ میں ہیں قرآن کی [illegible] کوئی ایسا دعویٰ نہیں کرتا جس کا ثبوت موت کے بعد دوسرے عالم [illegible] کوئی مذہب [illegible] اور دل خوش کن باتیں ہی ہیں۔

مثلاً وید کی رچائیں یعنی دعائیں جب ساری کی ساری ناکام رہیں تو کیا امید ہوسکتی ہے اس کے پیرو کو وہ اس کے اتباع کے ساتھ باوجود یہاں کی نامرادی اور ناکامی کے دوسرے جہان میں کامیاب ہو جائیگا۔

اور انجیل نے جبکہ ایک سخت ناکام اور گھاٹا پانے والا آدمی پیش کیا جسکے سامنے یہاں قدم قدم پر نامرادی پیش آئی۔ بلکہ عیسائیوں کے قول کے موافق اسکی وہ دعا بھی نہ سنی گئی جو شدت اضطراب اور اضطرار کے وقت اُس نے مانگی تھی اور بڑی منت و سماجت و زاری کے بعد بھی موت کا پیالہ اُس کے منہ سے ٹل نہ سکا تو کیا امید ہوسکتی ہے اور کیا ثبوت اور علمی ثبوت ہے کہ ایسے شخص کی آئندہ کی زندگی کے وعدے سچے ہوسکتے ہیں اور اُسکا پیرو دوسری زندگی میں کامیاب ہوگا۔ جہان تک میں غور کرتا ہوں اور خدا تعالےٰ کے لئے غور کرتا ہوں مجھے کوئی وجہ نظر نہیں آتی کہ کیوں انجیل کے ناکام اور پورے معنوں میں ناکام اور ضعیف ترین ہیرو اور وید کے موہوم رشیوں کو مانا جاوے۔ تمام نبیوں نے خصوصاً حضرت موسیٰ نے بڑا بھاری نشان من جانب اللہ انسان کا یہ بتایا تھا کہ اوس کے منہ کی باتیں پوری ہو جائیں گی۔ اور حقیقت میں ہے بھی یوں ہی۔ یہ دنیا ایک سٹیج ہے جسکا ایکٹ ہیرو جب ایکٹر کے دعووں اور تحدیوں کے بموجب [illegible] اسکی دعوت و رسالت کے کامیابی اور مراد کے ساتھ پورا ہوگیا اسی کی نسبت دعوےٰ کیا جاسکتا ہے یا وہ دعویٰ کرسکتا ہے کہ وہ دوسرے جہان کا شفیع بھی ہوگا۔ اور اسکی ہدایتیں اوس عالم میں فلاح اور سعادت کے موجب ہونگی۔ ورنہ خدا کے لئے بتاؤ کہ ایک [illegible] فقیر اور درویش اپنے اس دعوے میں کیونکر کاذب کہا جائے گا۔ کہ میری پیروی کرو تم موت کے بعد بڑے آرام پاؤگے۔ اس میں شک نہیں کہ [illegible] سے لوگ انجیل کے پیرو تھے [illegible] جب انہوں نے دیکھا کہ اس کے دل خوش کن وعدوں پر عزت کی جگہ ذلت اور [illegible] بڑی آسان اور [illegible] بات ہے کہ صریح نامرادیوں کے بعد یہ عذر تراش لیا جائے کہ اوس [illegible] بادشاہت آسمان کی [illegible] نشان [illegible] خدا مانا جاتا ہے تو کون سے عملی نمونے اُس سے سرزد ہوئے جو عام انسانوں سے بڑھ کر تھے۔ یا اقلاً انبیائے توریت کی برابر تھے مجرد دعوے محض فضول ہیں الفاظ سے خدائی نکلنا اگر ہو بھی بے ثبوت بات ہے۔ ہزاروں صوفی درویش اور وحدت وجودی خدا کہلائے اور کہلاتے ہیں۔ ایک نصرانی اون کی علمی تکذیب کس دلیل سے کرسکتا ہے۔ آج تک یہودیوں کے مقابل کوئی مضبوط دلیل اور عملی دلیل یسوع کی صداقت پر نصرانیوں سے بن نہیں پڑی۔

انصاف کرو ایک شخص جسکا سارا بدن نامرادی اور ناکامی کے گہرے زخموں سے چھلنی ہوگیا ہے اور آخری پیالہ بھی ناکامی کا پی کر دنیا سے رخصت ہوا وہ کونسا تسلی بخش نمونہ مضطرب اعمال ہیں اور اعمال سے نتائج کو دیکھنے والی طبیعتوں کے لئے چھوڑ گیا ہے کہ طبیعتیں خود بخود اُس کے اتباع کی طرف کھنچی چلی جائیں۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ عملی نتائج کے دکھانے کے لحاظ سے یسوع میں اور عام بشر اور مٹی کے بتوں میں کچھ بھی فرق نہیں جسکو چاہو پوچھ لو آخر اوس دوسرے جہان میں حسرت اور ناکامی ہوگی اس لئے ضرور ہے کہ وہ دوسری زندگی بھی یسوع کی اس زندگی کا ہی ظل ہو۔

اے یسوع کی پرستار قوم موت کو سامنے رکھکر سوچ اور اس پاک سبق میں غور کر جو میں تجھے دیتا ہوں۔

الغرض ایک ہی انسان کامل ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم ہیں جنکے منہ کی پاک باتیں اس زندگی میں آپ کے دوستوں اور دشمنوں کے حق میں پوری ہوکر اوس دوسرے عالم کے لئے بطور توطیہ اور تمہید کے نکلیں۔

اس راز کے سمجھانے کے لئے قرآن حکیم نے تمام وعدہ و وعید مکرر بیان کئے۔ آپ کے دشمن آپکے دیکھتے دیکھتے بموجب اُن دعووں اور تحدیوں کے جو قبل از وقت کی گئیں تھیں ہلاک ہوگئے۔ اور اون ہی وعدوں کے بموجب آپ کے پیرو اسی عالم میں پورے کامیاب ہوگئے۔ یہاں کی نار میں آپکے دشمن جلے اور آخرت کی نار کا ثبوت ٹھہر گئے اور آپکے دوست یہاں کی جنات اور ممالک کے مالک ہوکر آخرۃ کی جنات کے وعدوں کے صدق کے نمونے صادق ہوگئے ایک ہی انسان ہے جسنے اپنی زندگی میں اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ کی آواز سن لی اور يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا کا نظارہ دیکھ لیا۔ اور حجۃ الوداع میں لاکھ سے زیادہ آدمیوں کو آخری تبلیغ فرماکر اور اُن سے اپنی تبلیغ کی گواہی لے کر کس کامیابی کے ساتھ پہاڑی سے نیچے اترا۔ اللھم صل علی محمد و علی آل محمد۔ آپ کو ابتداء ہی میں یہ دعا سکھائی گئی تھی۔ اهدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیهم تاریخ اور واقعات عالم گواہ ہیں کہ کامیابیوں کی یہی صراط مستقیم آپ کو ملی اور وہ ساری کامیابیاں اکمل صورت میں آپ کو عطا ہوئیں۔ جو آپ سے پہلے منعم علیہم کو ہوئی تھیں۔ دعا اسکو کہتے ہیں اور دعا کے قبول ہونے کا یہ ثبوت ہے۔ اس دعا میں شروع ہی میں یہ پیشگوئی اور جلالی پیشگوئی تھی کہ داعی اگلے راستبازوں کی طرح انعامات الٰہی اور کامیابیوں کا مورد ہوگا اور اس کے اعدا جو اس کی مخالفت میں سیدھی راہ سے بہکے ہوئے ہیں خدا کے غضب کے نیچے آئیں گے۔ سو جو کس ضعف کے وقت سے یہ دعا شروع ہوئی اور کیونکر اسکے الفاظ کا مفہوم حرفاً حرفاً پورا ہوا اس کا نمونہ انجیل اور ویدوں کی دعاؤں میں سے کوئی نکالکر تو بتائے۔ انجیل میں کیسے خوفناک پیرایہ میں دکھایا گیا ہے کہ حضرت یسوع ساری رات دعا مانگتے رہے اور ناک رگڑ رگڑ کر چلاتے رہے کہ اگر ہوسکے تو یہ پیالہ مجھ سے ٹل جائے پر نہ ٹلا۔ عیسائیوں کے قول اور اعتقاد کے موافق یہ پہلی دعا ہے جو ایک برگزیدہ کے منہ سے نکلی اور نامراد رہی۔ اسلئے ہزاروں تاویلیں یہ لوگ کریں۔ مگر اسبات کے تسلیم کرلے سے تو چارہ نہیں کہ رد کا داغ تو ضرور اسکی پیشانی پر لگا ہوا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ خدا تعالےٰ کی خوفناک معصیتوں کو جائز سمجھنے کے باعث اس قوم کے دل اور دماغ کی ترکیب ہی کچھ ایسی ہوگئی ہے کہ الہیات کی پاک اور نازک باتوں سے ان لوگوں کو مناسبت ہی نہیں۔

ان کو کفارہ بنانے کے منصوبے نے اس طرف دھیان کرنے ہی نہیں دیا کہ یہ رد کا داغ جو یسوع کے ماتھے پر لگاتے تھے اور لگانے میں کہ وہ لعنتی ہوا۔ اور اوس کی دعا رد ہوئی ان کا کس قدر بد مفہوم اور افسوسناک انجام ہوگا۔ کاش اب بھی کوئی سمجھے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ خدا تعالےٰ نے اتباع و تحکیم کی خوبی ثابت کرنے کے لئے اس عجیب [illegible] کے ساتھ یہ عملی دلائل لگا دئیے ہیں۔

اور لفظ پلٹ ہزار زبان سے پکار رہا ہے کہ باقی تمام انسانوں سے اس تربیت الٰہی کے سبب سے اس انسان کامل کو امتیاز خاص [illegible] ہے۔ سچی بات یہ ہے کہ مامورین و مرسلین [illegible] قوی لے کر آتے ہیں جنھیں پر علم اور پر قدرت اور پر حکمت ہاتھ نے پیش بہا دادوں کے ذریعہ کے لئے شروع ہی میں خصوصیت اور [illegible] دی ہوتی ہے بجز اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ کے اشتراک اور بیرونی مشابہت کے اور [illegible] کی بات عام مخلوق سے ملتی نہیں۔ یہ ممکن ہی نہیں یا یوں کہو کہ ایسی کوئی قوت ان میں رکھی ہی نہیں جاتی جس سے ایسی حرکات لاجمالہ سرزد ہوں جو قوم کی تباہی کی موجب ہوں اور عملاً بھی [illegible] کے ثبوت وقوع میں آچکے ہیں ورنہ خدا تعالےٰ کی [illegible] کتاب میں جس نے اخلاق کے علوم کو زندہ کرنے کا ذمہ اٹھایا ہے یہ بات جو بظاہر بڑے تکلم کی بات ہے کبھی درج نہ ہوتی اور یہ درحقیقت خدا تعالےٰ کا کتنا بڑا احسان ہے کہ مخلوق کو لاانتہا سرگردانیوں اور سردردیوں سے مخلصی دلا دی اور انہیں ایک انسان کے ماتحت کر دیا۔

اس بڑے بھاری مرحلے کے طے کرنے کے بعد اب میں اصل بات کی طرف آتا ہوں۔ میری اصل غرض یہ ہے کہ ہماری جماعت کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات پاک پر بھی ویسا ہی ایمان رکھنا چاہیے جیسے قرآن کریم کی اس آیت شریف کا

مفہوم ہے جو میں بیان کر چکا ہوں۔ اگر اس ایمان میں کچھ بھی کسر رہ جائے گی اور دل کے کسی کونے میں کوئی تردد اور وسوسہ رہ جائے گا تو یاد رکھو کہ وہ اتنا ہی نفاق کے برص کا داغ ہوگا جو بالآخر دنیا میں پھیل کر سارے قلب کے اندام پر محیط ہو جاوے گا یا اسکا بدنتیجہ آخرۃ کی نابینائی ہوگی۔

اگر اس امر کے لئے کوئی اور ثبوت نہ بھی ہو۔ جب بھی مامور و مرسل ہونا اس کے لئے کافی دلیل ہے مگر خدا کا شکر ہے کہ یہی آیت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ایک دفعہ الہام ہوئی جس سے خدا کا منشاء ہے جو ایمان نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر مطلوب ہے۔ وہی یہاں بھی مطلوب ہے۔ میں اپنی فراست سے دیکھتا ہوں کہ خدا تعالےٰ نے اس الہام میں بہت سی حکمتیں ودیعت کی ہیں اور خاص کر یہ اپنا کلام اپنے بندہ کے مُنہ میں ڈالا منجملہ اون کے ایک یہ بھی میری سمجھ میں آتی ہے کہ اوس کے علم میں تہا کہ کچھ لوگ ایسے ہی ہوں گے جن کے قلوب میں ایسے عظیم الشان انسان کی نسبت دغدغے اور وسوسے پڑیں گے اور اون کے نزدیک ایسا ایمان اپنے اجتہاد اور علم اور عقل کی قربانی کرنی ہوگی دوسری بات یہ ہے کہ خدا تعالےٰ جانتا تہا کہ مسیح موعود علیہ السلام کا کام بہت بڑا اور نازک ہوگا مسیح موعود کو ایسی قوموں سے واسطہ پڑے گا جو اپنے زعموں میں علوم و فنون کی اعلےٰ معراج پر پہنچی ہوں گی۔

بات یہی یوں ہی ہے غیر قوموں کو چھوڑ و اندرونی قوموں کے حال پر غور کرو جن کی اصلاح کے لئے حضرت مہدی موعود تشریف لائے ہیں اور جن سے چاہا گیا ہے کہ وہ ایسا ایمان آپ پر لائیں۔ اُن میں ہزاروں بڑے بڑے صوفی اور درویش جن کے پاس اُن کے مانے ہوئے بزرگوں کے انبار در انبار تالیفات اور ملفوظات پڑے پڑے بہاری علماء اور مولوی اور مجتہد جو رات دن احادیث اور تفاسیر اور علوم الٰہیہ کی درس و تدریس میں مصروف رہتے ہیں جن کے دماغ میں ان خشک لفظوں کے رات دن پڑہنے سے یہ کبر پیدا ہو جاتا ہے اور ضروری ہے کہ پیدا ہو کہ وہ خود مکتب خداوندی کے یگانہ شاگرد اور مجتہد مطلق ہیں۔ وہ بات بات کے لئے اپنے زعم میں اُن الفاظ کی ایک میزان تاتہیں کہنے ہیں وہ کسی کی بات مان سکتے ہی نہیں جب تک اُس موضوع میزان میں اُسے تول نہ لیں۔ حقیقت میں خوب غور کرو ہمارے امام مسیح موعود کو کن لوگوں سے پالا پڑا ہے اور کتنا بڑا نازک کام آپ کے سپرد کیا گیا ہے۔

ان امور کو مد نظر رکھکر (واللہ اعلم بمرادہٖ۔ وعلمہ اتم واحکم) خدائے علیم حکیم نے یہ الہام اپنے بندہ پر نازل کیا کہ جب تک لوگ اپنے علم خشک کے انباروں کو راکھ کر کے اور اپنے استنباطوں اور اجتہادوں اور دانشوں اور فہموں کو خیر باد کہہ کر اُن سادہ اور پاک صحابیوں کی طرح آپکے پیچھے نہ ہولیں گے۔ جب تک مومن ہی نہ ہوں گے اور نہ ہی اُن برکتوں کے وارث نہ ہوں گے جو ایسا ایمان رکھنے والے اصحاب کو ملیں۔

غور کرو

وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ کا مصداق جب مسیح کی جماعت کو ٹھیرایا گیا تو صحابہ کا سا ایمان اُن سے کیوں مطلوب نہ ہوگا۔ ضروری ہے کہ ہمارا ایمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اقوال و اعمال و افعال کی نسبت ویسا ہی ہو جیسا ہم پر فرض ڈالا گیا ہے کہ ہم رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر رکھیں۔ اسلئے کہ وہ برکات جو صحابہ کو ملیں وہی ہم سے وعدہ کیا گیا ہے۔ کیا ہم میں اسوقت تنازع نہیں۔ کیا عرب کا جاہلیت کی ساری بداخلاقیاں اور بے اندامیاں ہم میں نہیں کیا وہی باہمی جنگیں اور ضد اور کینے ہم میں نہیں کیا اسوقت بات بات پر اونی ادنےٰ اختلاف پر اُسی طرح ہم زبان کی تلوار نہیں نکالتے۔ غرض اب کونسی بات رہ گئی ہے جو اُن لوگوں میں تھی اور ہم میں نہیں۔ بدقسمتی سے جو لوگ ہم میں حدیث اور تفسیریں پڑھ چکے ہیں اور وہ جو اردو ترجموں کے ذریعہ کتابوں پر واقف ہو چکے ہیں اور کور بختی سے وہ جو دلی کے اُس خشک الفاظ یاد کرا دینے والی مکتب کو چھوڑ کر آئے ہیں وہ اپنی رائے میں۔ فہم میں۔ اجتہاد میں۔ استنباط میں۔ عملاً مستقل شارع اور رسول بن بیٹھے ہیں۔ اُنھیں بمنزلہ موت کی برابر ہے کہ کسی کی بات پر سر خم کریں۔ غرض اسوقت بھی اُسی قسم کے ایمان کے دواعی موجود ہیں بلکہ بدرجہا زیادہ ہیں جو عرب میں موجود تھے۔ اگر اس ایمان میں ضعف اور کمی رہ گئی تو وہ برکات کبھی ملنے کے ہی نہیں۔ مگر میں بصیرت سے ایمان رکھتا ہوں کہ خدا تعالےٰ اپنے مسیح کے لئے بھی ایسی جماعت تیار کرے گا جنکا ایمان صحابہ کے ایمان کے ہم پلہ ہوگا اس لئے کہ ضرور ہے کہ وہ برکتیں پھر نازل ہوں اور اس لئے کہ رسالت محمدیہ (علے صاحبہا الصلوٰۃ والتحیہ) پھر دنیا میں اپنی پہلی آب و تاب کے ساتھ جلوہ گر ہو۔

مجھے دلی رنج اور افسوس کے ساتھ بعض خط پہنچے ہیں جن سے ایک قابل افسوس تنازع کی خبر ملی جو بعض ناواقف اور جلد باز اور ناتجربہ کار لوگوں کی طرف سے برپا ہوا۔ بعض غلط کاریوں نے ناواجب جوش کی تاب مقاومت نہ لاکر مُنہ سے کہہ دیا کہ ہم پابند نہیں کہ امام کی ساری باتوں کو مانیں۔ ہم خود دیکھیں گے اگر امام کی بات قرآن وحدیث کے موافق ہوگی تو مان لیں گے ورنہ اُس کی طرف التفات نہ کریں گے میں خوب جانتا ہوں کہ یہ مرض بعض اون لوگوں میں ہے جو بدقسمتی سے چار حرف پڑھ گئے ہیں اور وہ خدا تعالےٰ کے مصفا آئینہ کے حضور میں اتنی دیر بیٹھنے کی توفیق نہیں پا سکے کہ اُن کے علوم و فہم کی بدصورتی اُن پر کھل جاتی۔ افسوس یہ سوء ادب ایسا ہے کہ اس کے سننے سے عرش الٰہی کانپ اُٹھتا ہے کاش وہ حقیقت بیعت میں غور کرتے اور پھر سوچتے کہ انہوں نے باوجود بیع کے پھر اپنا بچا کیا ہے۔ یہ استکبار وانانیت جو ایک ہی بربادی بخش متاع ہے جسکا بیچ ڈالنا اور گھر کے صندوق سے جلدی نکال ڈالنا ازبس ضروری تہا یہ تو انہوں نے سنبھال اور اطلس کے غلافوں میں لپیٹ کر اپنے صندوقوں میں رکھ لی پھر میں یہ پوچھتا ہوں اونہوں نے بیعت کیا کی وہ تو آخر کار اپنے اوپر ایمان لانے والے یا یوں کہو کہ اپنے ہی اجتہاد اور حدیث دانی پر ایمان لانے والے نکلے وہ حضرت حکم اللہ پر ایمان کیا لائے وہ تو اوس حکم کے ہی حَکَم بن بیٹھے کیونکہ جب امام حَکَم کی طرف سے کوئی مسئلہ قرآن و حدیث سے استنباط ہو کر شائع ہوگا اس کے بعد ان کی ڈیوٹی ہوگی کہ وہ اپنے علوم اور اجتہاد کی قوتوں کو جو شاید کہیں کہیں چلی گئی ہوں جمع کریں اور خوب غور کریں کہ امام صاحب کا یہ استنباط صحیح ہے یا واہی ہے۔ پھر اگر ان کی استنباط و اجتہاد کی میزان میں پورا اُترا تو قبول ورنہ مردود۔ اللہ اکبر سوچو اور خدا کے لئے غور کرو۔ یہ کتنا بڑا بول ہے کَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ اِنْ يَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا۔ خدا تعالےٰ کا موعود حکم آہی گیا تو آیا اور ایسے وقت میں آیا کہ تمہارے مغز خدا کی باتوں کے سمجھنے کے لائق نہ رہے تہے۔ اور تمہیں ہر نیک بات کے سمجھنے میں ٹھوکریں لگنی شروع ہو گئی تہیں۔ ورنہ لفظ حکم کی اور حقیقت کیا ہے۔ جب اوس کے آنے پر بھی وہی سر دردی رہی کہ ہمارے اجتہاد اور استنباط کی مشینیں بھی ویسی ہی دن رات چلتی رہیں بلکہ پہلے سے بھی زیادہ اسلئے کہ حضرت امام کے مُنہ سے آئے دن ایک نئی بات اور اچھوتی بات نکلتی ہے جو بظاہر قرآن وحدیث کے خلاف معلوم ہوتی ہے اور درحقیقت ایک نازک اور دقیق استنباط ہوتا ہے اور یہیں یہ مصیبت پڑی کہ ہم اپنی اپنی جگہ اسکو پرکھتے رہیں کہ آیا امام کا یہ استنباط صحیح ہے یا نادرست اور تحریف تسویل ہے تو بتاؤ کہ ہم تو اس امام حکم کے آنے پر وبال اور نکال میں پڑ گئے۔ ہمارا کام تو اتنا بڑھ گیا کہ خدا کی پناہ۔ یہ ہمارے لئے رحمت اور فضل کیا آیا ہم پر تو زحمت کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔

یہی باتیں تو وہ لوگ کہتے ہیں جو اس نور سے مستفید نہ ہو سکے وہ بھی تو یہی کہتے اور اپنے تئیں اس کہنے میں حق پر سمجھتے ہیں کہ ہم اس شخص (مسیح موعود) کی باتوں کو کیونکر قبول کریں جب تک قرآن وحدیث کے موافق نہ پائیں اور درحقیقت یہ وہی شبہ ہے جو یہودیوں اور نصرانیوں نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کیا وہ بھی یہی کہتے تہے کہ توریت اور انجیل کے نصوص کے برخلاف اس شخص کا وجود اور اعمال ہیں پھر ہم اوسے کیونکر قبول کریں۔

مامور اور مرسل کی حقیقت پر ان لوگوں کو کبھی غور کرنی نصیب نہیں ہوئی۔ نادانو! اگر تمہارے عقل اور فہم اور تجربوں پر مامور و مرسل کے انتخاب کی بنا ہو تو وہ خدا کا مرسل اور موعود کیوں ہو۔ تم تو نصوص الٰہیہ کے فہم کے لحاظ سے غلطیوں میں پڑ چکے اور ناپاک اور منحرف اعتقادوں پر جمے ہوئے ہو جب وہ مامور موعود آتا ہے اور تمہاری اون ہی غلطیوں اور الحادوں الٰہیہ میں بیجا دست اندازیوں کا تو وہ حکم بنکر آتا ہے پھر تمہاری بات کیونکر اوسوقت چلے۔ وہ خدائے حکیم علیم کا سکھایا ہوا اسکے قوی ازلاً ان کاموں کے سزاوار جن کے پورا کرنے کو وہ آتا ہے۔ وہ سوز۔ وہ آسمانی نشانوں سے اپنے دعووں پر تائید یافتہ۔ وہ تبلیغ اور استنباط میں ملائکہ الٰہی کے حفظ کے قلعہ میں جاگزیں۔ تم گرے ہوئے۔ پست ہمت۔ اور شہوت کے تاریک کنوئیں میں سرنگوں بیٹھے ہوئے۔ تنکے کی طرح جھونکوں کے ساتھ ہر طرف کو جھک جانے والے تمہاری کیا بساط اور کیا زہرہ ہے کہ تم اس کے حکم بنو اور اس کا کلام اور کام جب تک تمہارے علم اور فہم کے موافق نہ ہو درست ہی نہ ہو۔ اس سے زیادہ میں اسوقت نہیں کہتا اگر خدا نے چاہا تو کسی وقت اسپر مفصل چٹھی لکھوں گا۔ آہ اسوقت مجھے کتنا درد ہے کہ لوگ ہنوز اس خدائی نعمت سے کم واقف ہوئے ہیں۔ آہ اس فضل خداوندی کا کتنا کفران کیا گیا ہے میرا دل درد میں اور میری روح جوش میں ہے کہ میں کہاں سے وہ الفاظ لاؤں جو لوگوں کو یقین دلا سکوں کہ یہ وہی نور ہے جو شروع میں کل نبیوں کی زبان سے اور آخر میں خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان مبارک سے وعدہ دیا گیا تہا۔

یہ یقیناً وہی ہے جسپر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے سلام بہیجا۔ اے میری قوم چہوڑ مکذبوں اور منکروں اور خدا اور سنن انبیاء سے جاہل لوگوں کو چہوڑ دے انہیں کہ انکا تکبر اور ان کی بدزبانی اور کفران نعمت اور ان کی کور باطنی ایناز نگ لاوے تو اُٹھہ اور اس کی قدر کر جو حق قدر کرنے کا ہے تو اپنے پاک ایمان اور قوی عرفان کے ساتھہ اس کی ذات پاک کی نسبت اپنے اقوال اور افعال سے وہی نمونے دکہا جو صحابہ نے دکہائے تو کہ تو اُن تمام نعمتوں کی وارث ہو جو انہیں ملیں۔

نا عاقبت اندیش جلد بازوں اور شکوک کے ورطوں میں غوطہ کہانے والوں سے تیرا کیا کام تجہے وہ ایمان مبارک ہو جو خدا کی حکیم کتاب کی اس آیت سے حضور سرور عالم علیہ الصلاۃ والسلام کی نسبت اور پہر خدا تعالےٰ کے الہام نے اس آیت کے واسطے سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت تقاضا فرمایا ہے میں اس وقت حضرت امام علیہ السلام کیخدمت میں عرض کرتا ہوں کہ اگر میں غلو کر رہا ہوں اور اور میری زبان حق کے بیان کرنے میں کجی اور نا انصافی کی طرف جاری ہے تو میرے بیان کی اس وقت اصلاح کر دیں اور سامعین خطبہ پر اسوقت کھول دیں کہ مینے غلط بیان کیا ہے۔ مگر میں خدا تعالےٰ کے فضل سے بصیرۃ کے ساتھہ کہتا ہوں کہ میں حق بیان کرتا ہوں۔ میری روح امام کے علوم کے مئے سے سرشار ہو کر بیباک ندیاں بہا رہی ہے اور میں یقیناً جانتا ہوں کہ میں اسوقت خود حضرت امام علیہ السلام کی زبان ہوں۔ اور آخر میں میں حضرت امام سے جسے میں نے اپنے والدین سے بہی زیادہ رحیم کریم پایا ہے بمنت عرض کرتا ہوں کہ وہ نماز میں رکوع وسجود کے اندر میرے لئے اور میرے مخلص احباب کے لئے خصوصاً اور ہماری جماعت کے لئے عموماً دعا کریں کہ موت تک ہماری زبان اور ہمارا دل اس ایمان پر متفق رہیں۔ اور ہماری زندگی ہمارا مرنا اور ہمارا جی اُٹھنا آپ کے ساتھہ ہو× آمین (باقی آئندہ)

امرتسر میں علماء سوء کی حالت زار

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تہا کہ مسیح موعود کے زمانہ میں آسمان کے نیچے بدترین مخلوق اس زمانہ کے عالم ہونگے۔ وہ پیشگوئی لفظاً لفظاً پوری ہو چکی ہے آج علماء اسلام کی جو حالت ہو رہی ہے وہ کسی بیان یا تشریح کی محتاج نہیں رہی تکفیر بازی کا بازار گرم ہونے کے سوا اب یہانتک نوبت پہونچ گئی ہے کہ ایک دوسرے کے ذاتیات اور شخصیات پر بہت ہی بیہودہ اور سفیہانہ حملے ہو رہے ہیں۔ امرتسر میں یہ معرکہ بہت جوش کے ساتھہ شروع ہو رہا ہے۔ اشتہار بازی کے ذریعہ جو کچھہ حالات ایک دوسرے کے شائع کئے جاتے ہیں انکو پڑھ کر حیرت اور تعجب ہوتا ہے کہ یہ وارثان علم الرسولؐ اور متبعان سنت کیا کر رہے ہیں اور کیا کہہ رہے ہیں۔ ایک مولوی اُٹھتا ہے وہ دوسرے پر الزام لگاتا ہے کہ فلان نے لواطت کی اور فلان کے ساتھہ کی اسکے فلاں فلاں زندہ گواہ موجود ہیں۔ دوسرا اُٹھتا ہے وہ کہتا ہے فلاں ولد الحرام ہے غرض گندی سے گندی گالیاں جو الفاظ کے پیرایہ میں دی جا سکتی ہیں وہ اس مقدس گروہ میں جاری وساری ہیں اور اپنی ساری منطق اور قابلیت اسی علم میں خرچ کرنے کی سعی کر رہے ہیں۔

میں نے ان تمام اشتہارات پر ایک مبسوط آرٹیکل لکہنے کا ارادہ کیا ہے اللہ تعالےٰ نے توفیق دی تو وہ ایک دلچسپ آرٹیکل ہوگا۔ جو مسلمانوں کے لئے مفید ہو سکے گا۔ (بفضلہ تعالےٰ)

جب کہ علماء اسلام کی حالت یہانتک گر گئی ہے اور انکے اخلاق انسانیت کی حد سے نکل گئے ہیں تو پہر اے امرتسر کے باشندو! تم انصاف کرو۔ اور خدا لگتی بات کہو کہ کیا ان علماء سے تم بہتری کی امید رکہتے ہو؟ اور یقین کر سکتے ہو کہ ان کا وجود اسلام کے لئے مفید ہوگا؟ کبہی نہیں۔ بخدا میں لایزال میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اسلام پر یہہ نہایت خطرناک وقت ہے جبکہ اسکے خواص کی یہ حالت ہو رہی ہے تو عوام کا ذکر ہی کیا یہ حالت بالطبع تقاضا کرتی ہے

مرد مے از غیب بروں آید و کارے بکند

خدا تعالےٰ نے ایسا ہی کیا ہے اپنے ایک امام اور مہدی کو ہم میں بہیجا ہے کہ وہ ہماری اصلاح کرے۔ اگر آپ ایسے علماء کے شامل حال رہکر ان سے ہی مذہب اور اخلاق سیکہنا چاہتے ہیں تو تمہارا اختیار ورنہ اگر ایمان اور اسلام کا فکر ہے تو ان سے الگ ہو جاؤ اور اپنے دوست دشمن میں تمیز پیدا کرو۔

اور اے مخالف الرائے علماء امرتسر! خوب یاد رکہو کہ تمہاری پردہ دری تمہارے اپنے ہی ہاتہوں ہو چکی ہے اگر تم میں سے ہر ایک ان بیانات میں جو ایک دوسرے کے خلاف بیان کرتا ہے سچا ہے تو پہر خود فیصلہ دو کہ تمہارا وجود اسلام اور مسلمانوں کے لئے کہانتک مفید ہے؟ اور کیا یہ پیشگوئی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تہی یا نہیں جسکا میں نے اس نوٹ کے شروع میں ذکر کیا ہے؟

اور پہر کیا حضرت مسیح موعود نے یہ پیشگوئی نہ کی تہی کہ ہر ایک جو میری ذلت اور رسوائی کے درپے ہے وہ خود ذلیل اور رسوا ہو کر رہیگا۔

اور اب ان اشتہاروں کو جو تم دے رہے ہو پڑہو اور بتاؤ کہ یہ تمہیں عزت کے کس مقام پر کہڑا کرتے ہیں آؤ! خدا سے ڈرو! اور خدا کے راستباز بندے کی مخالفت سے باز آؤ! ورنہ یہ مخالفت تمہیں اور بہی نیچے لے جائے گی۔

مراد ما نصیحت بود کردیم

ریمارک

کتاب لنسوان۔ پیر عنایت الدین احمد صاحب رئیس امروہہ نے یہہ مبسوط کتاب مستورات ہند کے لئے بطور دستور العمل لکہی ہے اور اسکو تین حصوں پر تقسیم کیا ہے حصہ اوّل لڑکپن۔ دوم جوانی۔ سوم معاملات دنیاداری۔ اور ہر حصص میں ان ضروری مضامین پر بحث کی ہے جو ایک لڑکی سے لیکر بوڑہی اماں تک کو ضرورت پڑتی ہے۔ اگرچہ اس کتاب کی چہپائی لکہائی اعلےٰ درجہ کی نہیں ہے لیکن اس میں کوئی کلام نہیں کہ کتاب مفید مضامین کا مجموعہ ہے اور اس قابل ہے کہ مستورات میں عام ہو۔ مصنّف کے نام درخواست کرنے پر عصہ۸ قیمت کو مل سکتی ہے۔

تنبیہہ الغافلین۔ اس نام کا ایک مختصر سا رسالہ ایک مباحثہ کی روئیداد ہے جو مولوی عبد الصمد صاحب مہتمم مدرسہ بنیاد العلوم ڈہک بازار پٹیالہ نے شائع کی ہے۔ اس رسالہ کی قیمت ۲ر ہے مصنف سے ہی ملے گی۔ یہہ مباحثہ ایک غیر احمدی مولوی کیساتہہ ہوا ہے جس میں اسکو فاش شکست ملی ہے۔

خزینۃ المعارف جلد اوّل۔ سورۃ فاتحہ کی تفسیر ہے جو حضرت مسیح موعودؑ نے براہین احمدیہ اور کرامات الصادقین میں لکہی ہے حکیم فضل دین صاحب نے مولوی محمد فضل چنگوی کے ذریعہ اسکو یکجا کرالیا ہے اور خزینۃ المعارف جلد اول کے نام سے شائع کیا ہے ۵ر قیمت پر ضیاء الاسلام پریس قادیان سے مل سکتی ہے۔

صنعت وحرفت۔ اس نام کا ایک ماہوار رسالہ شیخ محمد شفیع جاپانی تعلیم یافتہ نے لائلپور سے اسی مہینہ سے شائع کرنا شروع کیا ہے۔ ملک کو صنعت وحرفت کی جسقدر ضرورت ہے وہ ظاہر ہے ایسی صورتمیں یہ رسالہ بہت مفید ہوگا سودیشی تحریک کے حامی دیکہیں اس رسالہ کو کہانتک مدد دیتے ہیں۔ سالانہ قیمت (۱ر) ہے۔

مبادی الصرف والنحو۔ یہ حضرت حکیم الامۃ کا دوسرا رسالہ ہے۔ اس رسالہ میں صرف ونحو کے مسائل کو نہایت اختصار کے ساتہہ جمع کر دیا ہے۔ ان قواعد کو سمجھہ کر یاد کر لینا بہت مفید ہو سکتا ہے۔ عربی زبان کی اشاعت کے خواہشمند ایسے رسالوں کی اشاعت کثرت سے کریں قیمت ۱ر سید عبد الحی عرب قادیان سے ملیگا۔

الذّکر۔ یہہ نہایت ہی مفید اور قابل قدر رسالہ ہے جو میرے محترم بہائی شیخ عبد الرحیم صاحب نومسلم نے لکہہ کر شائع کیا ہے۔ اس رسالہ میں اسماء الٰہیہ کا ترجمہ اور نماز کا ترجمہ ایسے اسلوب پر دیا گیا ہے۔ جو بچوں اور عورتوں کے لئے بہت مفید ہے ایسے پاک لٹریچر کی اشاعت کی بہت بڑی ضرورت ہے کتاب نہایت خوشخط اور عمدہ کاغذ پر صفائی سے چہاپی گئی ہے اور میری اپنی رائے ہے کہ یہ کتاب ہر گہر میں ہونی چاہئے قیمت ۲ر ہے جو مصنّف سے بمقام قادیان درخواست کرنے پر ملے گی۔

ستیارتہہ پرکاش درپن۔ یہہ ۲۰ صفحہ کا رسالہ ستیارتہہ پرکاش مصنّفہ پنڈت دیانند صاحب کے پہلے کولاس پر تنقیدی رنگ میں لکہا گیا ہے اور لکہنے والے مشہور آریہ مناظر مولوی ابو رحمت حسن صاحب میرٹھی ہیں رسالہ نہایت مفید اور آریہ مذہب کی قلعی کہولنے والا ہے قیمت ۳ر۔ النذیر پریس میرٹہہ سے ملیگا۔

اطلاع

جناب منشی عبد العزیز صاحب دہلوی مصنف میرٹہہ کی حیرانی دہلی سے آگے کلکتہ کیطرف سفر کرینگے۔ اور اس سفر میں ایک کام کو انہوں نے ابتغاء لوجہ اللہ اختیار کیا ہے۔ یعنی یہ کہ میگزین کے متعلق جابجا اشاعت اور اعانت کی تحریک کرنا۔ سو ایسے احمدی احباب کیخدمت میں جنکے پاس منشی صاحب موصوف پہونچیں التماس ہے کہ وہ انکی ہر طرح سے مدد کریں۔ وہ ایک کافی تعداد اشتہارات کی ساتہہ لے گئے ہیں جنکو وہ جابجا تقسیم کرینگے اور اسکے علاوہ اپنے دوستوں سے اعانت میگزین کا چندہ بہی وصول کرینگے۔ اس طرح سے ایک حد تک اس تجویز کی بہی تکمیل ہو جائیگی۔ جو منشی ذوالفقار علی خانصاحب نے کچھہ عرصہ ہوا کی تہی۔ کہ اپنے دوستوں میں سے کوئی شخص سفر کرکے جابجا اعانت کے لئے تحریک کرکے چندہ فراہم کرے۔ امید ہے سب دوست اس کار خیر میں بہی حصہ لیں گے اور منشی صاحب موصوف کو بہی مدد دیکر ممنون فرماویں گے۔

الملتمس
محمد علی
از قادیان

× اے مرحوم مخدوم امام ... ہمارا دل اور تیری دعا قبول ہو ...

مراسلہ

(سلسلہ کے لئے دیکھو الحکم ۱۰ جون ۱۹۰۶ء)

دیانندی رحم

ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۸۱ (جس صفحہ کے نیچے ترجمہ کرنے والے ... ستیارتھ پرکاش ترجمہ اردو ناگری میں دیکھو) اگر دنیا کا خدا کل جہان کا پروردگار رحمن اور رحیم ہوتا تو ... مذاہب والوں اور ... ہزاروں کو مسلمانوں کے ہاتھ سے مروانے کا حکم ... ہمارے دوستوں ... انکا یہ وہم و خیال ہے کہ کتاب ستیارتھ ... بے مثال ہے ذرا چودھویں سمولاس میں سوامی جی کا وہ اعتراض پڑھیں جو مسلمانوں پر درباره جنگ و جدال ہے۔ پھر مقامات مندرجہ ذیل پر نظر کریں اور دیکھیں کہ سوامی جی کے الفاظ کیسا حال ہے کجا ہر انسان کے لئے دعوئے خیرخواہی اور کجا مخالفان وید کی یہہ تباہی۔ واہ کیا ہی عجیب اعتقاد ہے کہ کہیں عاشق صلح کہیں شیدائے فساد ہے۔ دیکھو ستیارتھ صفحہ ۱۸۱ توپ تفنگ تیر تلوار وغیرہ ششتر مخالفوں کے مغلوب کرنے اور انکو روکنے کے لئے قابل اور با استحکام ہوں۔" ایضاً صفحہ ۱۸۱ حاکم اعلیٰ تسلیم کرکے روئے زمین کو بری از دشمن کرے" ایضاً صفحہ ۱۸۰ حاکم اعلیٰ تسلیم کرکے روئے زمین کو بری از دشمن کرے" ایضاً صفحہ ۱۸۲ بداعمالوں کو نابود کر دینے کے لئے مثل ... ہو" ایضاً صفحہ ۱۹۵ جب رعایا پر در راجہ کو ... کے لئے طلب کرے ہرگز پہلو تہی نہ کرے" ایضاً انہیں توپوں یا بندوقوں وغیرہ سے دشمنوں کو ہلاک کریں سن رسیدہ لوگوں کو انہیں توپوں کے منہ کے سامنے گھوڑ دوڑ سوار کرکے دوڑا دیں اور ماریں" ایضاً صفحہ ۱۹۶ بیل گاڑی گھوڑا الخ گائی وغیرہ جانور نیز عورت اور دیگر سب قسم کا مال الخ فتح کئے ہوں وہی اسکو لیوے" ایضاً صفحہ ۲۱۱ دشمن کو چاروں طرف سے محاصرہ ... روک رکھے اور اسکے ملک کو تکلیف پہنچاکر چارہ خوراک پانی ہیزم کو تلف و خراب کردے" ایضاً صفحہ ۲۲۴ "بداعمال آدمیوں کے مارنے میں قاتل کو پاپ نہیں ہوتا الخ تمام انسانوں کو تکلیف دینے والے جابر آدمی کو نہ بوجہہ دوستی اور نہ بوجہہ زرکثیر کے راجہ ہرگز بلا قید و بلا عضو کاٹے کے چھوڑے" ایضاً بھاگا ہوا ملازم جو دشمنوں کے ہاتھ سے مارا جاتا ہے اسکو اپنے آقا کے گناہ لگ جاتے ہیں الخ بلکہ اسکے نیک اعمال کا ثمرہ

سب نابود ہو جاتا ہے" ستیارتھ صفحہ ۱۹۳ جس طرح بگلا دھیان لگاکر مچھلی پکڑنے کے تاک میں رہتا ہے اسیطرح دولت جمع کرنیکے خیال میں رہے دولت وغیرہ اشیاء اور اپنی طاقت بڑھاکر دشمن پر غالب آنیکے لئے شیر کے مانند زور سے حملہ کرے چیتے کی طرح چھپ کر دشمنوں کو پکڑے زور آور دشمن نزدیک آجائے تو خرگوش کیطرح دور بھاگ جائے اور بعد ازاں دھوکہ دیکر اسے پکڑے۔

یہہ چند حوالے ہیں جو ستیارتھ سے نکالے ہیں اب سمجھیں جو سمجھ والے ہیں کہ زبان پر تو وہ رحم و الفت ہے کہ کسی جیو کو دکھ دینا دھرم کے برخلاف ہے لوگ اگر حفاظت جان کے لئے لڑیں تو ظالم مگر آریوں کو معاف ہے جب حاکم کے لئے (راجے) ہتھیاروں کا تیز اور خطرناک کرنا۔ اور اپنے مخالفوں سے روئے زمین کو پاک کرنا۔ بداعمال موذیوں کو مثل آگ ہوکر خاک کرنا۔ سن رسیدہ لوگوں کو توپ بندوق سے ہلاک کرنا چارہ خوراک کو تلف کرکے دشمن کا دم ناک میں کرنا۔ جب کوئی دوسرا راجہ لڑنے کو بلائے تو اسکا چپٹ دبالاک کرنا۔ بگلے کیطرح ناک لگاکر یا ہی دولت کو خوراک کرنا دشمن زور آور ہو تو خرگوش۔ نہیں تو شیر کی طرح دشمن کا سینہ چاک کرنا) یہہ سب کچھ جائز لکھتا ہے وہ آپکا روحانی باپ ہے تو پھر ایسے متر و ایسا کام کرنے میں دوسروں کو کیوں گناہ اور پاپ ہے نیز آپکا تو یہ اعتقاد مشہور ہے کہ ہر نیکی و بدی کا ثمرہ ملنا ضرور ہے۔ پھر بھاگے ہوئے ملازم جو دشمنوں کے ہاتھ سے مارے گئے۔ انکے اعمال صالح کیوں ضائع اور ناکارہ گئے۔ یہ گناہ کی معافی پر ایک دلیل ہے جس سے اعتقاد آریہ خوار و ذلیل ہے کیونکہ جسطرح بعض بد اعمال سے نیک اعمال کا ثمرہ نابود ہو جاتا ہے اسیطرح نیک اور خالص اعمال سے گناہوں کا بدلہ بھی مردود ہو جاتا ہے بس آپکو مناسب نہیں کہ اعتقاد توبہ سے انکار کریں۔ اور اپنی غلطی پر نیز ... اب تو ماننا پڑا کہ توبہ خدا کے نزدیک مقبول ہے۔ یا کہو سوامی جی کی یہ تحریر لغو اور فضول ہے مگر جو قوم تعصب میں گرفتار ہے اسے تحقیق سے کب محبت اور پیار ہے سمجھنے والوں کے لئے تو بات صاف ہے کہ سوامی جی کی کلام میں اسقدر اختلاف ہے کہ ... ایک جملہ بھی فساد و تعارض سے خالی نہیں۔ کونسی اعتقادی عمارت ہے جسکی بنیاد نکالی نہیں۔ افسوس ہمارے دوستوں سے دولت انصاف کا کوئی سوالی نہیں۔ ورنہ کتاب ستیارتھ میں تو کوئی بے نظیری و بے مثالی نہیں۔ ہاں نفاق دو رنگی میں بیشک لاثانی ہے۔ یہی اسکی کاملیت کی بڑی نشانی ہے۔ یہاں تکلیف دینے

والے کی سوامی جی کے اس قول سے قید کرنا یا عضو کاٹنا سزا ہے۔ پھر انہیں کے نزدیک رہزن کو تنخواہ دینا روا ہے دیکھو ستیارتھ صفحہ ۱۹۵ "راجہ الخ بدمعاشوں چوروں۔ ڈاکوؤں کو بھی نوکر رکھے" یہہ تو سوامی جی کا رحم درباره جنگ ہے اب دیکھو عہدہ سفارت میں کیا رنگ ہے ستیارتھ صفحہ ۱۹۲ "سفیر کا خاص کام دشمنوں میں بے اتفاقی پیدا کرنا ہے" یہہ مخالف ہے صفحہ ۱۹۱ کے "مکر و فریب سے مبرا ہو وہ سفیر شاہی ہونا چاہئے" ظاہر ہے کہ جسمیں ... فریب کی لیاقت نہیں۔ اسمیں بے اتفاقی پیدا کرنے کی بھی حاجت نہیں۔ اسلئے ایک قول سے سفیر نہیں کیونکہ اسمیں مکر و تذویر نہیں۔ اور ایک قول سے سفارت کے لائق ہے وجہہ یہ کہ فریب سے مبرا اور راستی کا شائق ہے۔ اب کس قول پر اعتبار کریں اور کس سے انکار۔

دیانندی تحقیق

پنڈت دیانند نے سملاس چودھویں میں جہاں مسلمانوں پر اعتراض کئے ہیں اپنے آپ کو محقق لکھا ہے ہم محقق صاحب کی تحقیق کا ایک نمونہ آریان ڈلوال کی خدمت میں پیش کرتے ہیں کہ کس طرح سنیاسی صاحب نے رنگا رنگ کے بہیس بدلے ہیں۔ دیکھو ستیارتھ صفحہ ۱۸۶ "جو پرہیزگار ہیں وہ تو پہلے ہی سے راستہ پر ہیں اور جو جھوٹے راستہ پر ہیں ان کو یہ قرآن راستہ ہی نہیں دکھلا سکتا پھر کس کام کا رہا" یہہ تو سوامی جی کا عارضی اعتقاد ہے جو ان کی فتح اور کامیابی کی بنیاد ہے یا وہ بازاری ہوکا اور آواز ہے جسمیں دھوکا اور فریب دینے کا راز ہے اب اسمیں جو انکے ذاتی اعتقاد کا حال ہے یا جو سوامی جی کی گھر والی چال ہے وہ بھی ملاحظہ فرماویں دیکھو ستیارتھ صفحہ ۴۵ "جو آدمی غالب الحواس نہیں ہے اسکو وید ... کہتے ہیں اسکو باوجود کوشش کرنیکے نہ وید نہ گیان نہ ترک دنیا نہ جگ نہ نیم اور نہ دھرم پر چلنے میں کامیابی حاصل ہوتی ہے۔" پھر دیکھو صفحہ ۵۵ جس شخص کو باوجود پڑہنے پڑہانے کے کچھ بھی حاصل نہ ہو اسکا پڑھنا پڑھانا بے سود ہے" ماسٹر جی ہم کہتے ہیں **غالب الحواس آدمی کو تو پہلے ہی سے کامیابی حاصل ہے جو مغلوب الحواس ہے** اسکو تو وید کامیابی کا منہ نہیں دکھا سکتے پھر یہ کس کام کے ہیں۔ کیا ان باتوں سے ثابت نہیں ہوگیا کہ آپ کے گرو جی مصنف و محقق محض نام کے ہیں۔ جب غالب الحواس اور دھارمک آدمی کے سوا پر دشٹ کو وید کی تعلیم دینا بے سود ہے اور آپ سوامی جی کے اس مقولہ کو بالکل حق سمجھتے ہیں تو آپ کو اقرار کرنا چاہئے۔ کہ سرسوتی جی مہاراج نے ہدی للمتقین پر اعتراض کرکے

غلطی کھائی ہے اور اسمیں انہوں نے تحقیق و انصاف کا لحاظ نہیں کیا اور بیشک یہ اعتراض انکا انہیں کے قول سے بیہودہ ثابت ہوتا ہے لہذا حسب اصول نمبر ۴ چھوڑ دینے کے لائق ہے مگر امید نہیں کہ سماجی تعلق آپکو اس اقرار کی اجازت دے۔ اگر آپ تعصب سے الگ ہوکر ستیارتھ کو پڑہیں تو سوامی جی کی تحقیق اور انصاف کی حقیقت معلوم ہو کہ سوامی جی دوسروں پر اعتراض کرنے کے وقت کہاں تک اپنے مقرر کردہ اصولوں کی رعایت رکھتے ہیں مثلاً ایکطرف مسلمانوں پر خفگی ہے کہ انکا خدا کافروں سے دشمنی اور مومنوں سے محبت رکھتا ہے یہہ ٹھیک نہیں چنانچہ یہی مضمون صفحہ ۷۴۶ میں ہے "پرمیشور سے کوئی شے الگ یا اچھی نہیں اسلئے اسمیں الفت کا ہونا ممکن نہیں اور جو میسر چیز کو چھوڑ دیوے اسکو ورکت کہتے ہیں ایشور بوجہہ محیط کل ہونیکے کسی چیز کو چھوڑ ہی نہیں سکتا اسلئے ورکت بھی نہیں" ایسا ہی ایک جگہ اپنے چیلوں کو سمجھاتے ہیں "چونکہ ایشور سب جگہ موجود ہے اسلئے سب اس کے نزدیک ہیں پس سامیپیہ مکتی بھی خود بخود حاصل ہے" دیکھو صفحہ ۲۳۱) پھر دوسری طرف وہی خفا ہونیوالی مہرشی اپنے چیلوں میں خوش ہوکر فرماتے ہیں۔ "چونکہ وہ سب کو محبت کرتا ہے اسلئے پرمیشور کا نام متر ہے" دیکھو صفحہ ۹ "جو دشٹوں کو چھوڑ دیتا ہے وہ پرمیشور راہو ہے" صفحہ ۱۲ "اپاسنا سے برہم (ذات الٰہی) سے وصل اور اسکا عین یقین ہوتا ہے" دیکھو صفحہ ۲۴۸ "اب برے کاموں اور برے کام والوں پر غضبناک ہیں مجھکو بھی ویسا ہی کیجئے" صفحہ ۲۲۸۔ ہم پوچھتے ہیں جب پرمیشور میں الفت نہیں تو وہ محبت کیسے کرتا ہے اور جب بوجہہ محیط کل ہونیکے کسی کو چھوڑ ہی نہیں سکتا تو دشٹوں کو کیسے چھوڑ دیتا ہے جب ایشور سب کے نزدیک ہے تو پھر اپاسنا سے ذات الٰہی کے ساتھ وصل کیسا کیا سامیپیہ مکتی کی طرح وصل بھی خود بخود حاصل نہیں۔ جب وہ نیک کام والوں پر راضی اور برے کام والوں پر غضبناک ہے تو سب کا محبت کرنیوالا نہ ہوا بلکہ محبت۔ دشمنی وصل کے جو معنے آپ لیتے ہیں وہ دوسروں کے لئے کیوں جائز نہیں۔ ماسٹر صاحب میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ آپکے سوامی جی کا ایک اعتقاد نہیں تعصب یا عدم تدبر کیوجہ سے آپ نے اس بات کو نہیں سمجھا زیادہ تر غور اور توجہ آپ لوگوں کی اس حصہ کلام کیطرف ہے جسمیں سرسوتی مہاراج نے مخالفوں کی تردید کی اگر آپ ان کے دعاوی کا اپنی قدیمی کتب سے ثبوت ڈھونڈتے یا ان کی متضاد باتوں میں فکر کرتے تو تب آپ دو باتوں

سے ایک بات ضرور قائل ہو جانے یعنی ایک یہ کہ دروغگو را حافظہ نباشد۔ دوسری۔ ہاتھی کے دانت دکھانے کے اور کھانے کے اور۔ دیکھو کسطرح آپکے مہرشی سے ایمان مردہ کی قبر کی طرح اپنے عارضی اعتقاد والی عمارت کو ان الفاظ کے رنگ سے رنگین کر رہے ہیں (قرآن کا خدا رحیم ہوتا تو دوسروں کے مروانے کا حکم نہ دیتا ہمارا ایشور تو متر ہے جو سب کو محبت کرتا ہے) اور انکے ذاتی اعتقاد کا خانہ بقول انکے اس بیرحمی سے ویران پڑا ہے اور اندر سے انکے مردہ دل کی عفونت اور بدبو ان الفاظ کی جو اسے دور دور تک پھیل رہی ہے " راجہ کو چاہئے جسطرح بگلا تاک لگا کر مچھلی پکڑنے کے دہیان میں رہتا ہے اسیطرح دولت جمع کرنیکے خیال میں رہے" دشمن کو چاروں طرف سے تکلیف پہنچا کر چارہ خوراک وغیرہ کو تلف کر دے"

الغرض میں نے آپکی خاطر سوامی جی کی اس چال کو خط ہذا میں اچھی طرح کھولکر لکھہ دیا ہے کہ شاید آپکو اس امر میں غور کرنا نصیب ہو اور آپ اس دیانندی واک جہل کو سمجھ سکیں اب اپنی توحید کا حال سنئے۔

...ی توحید | ستیارتھہ صفحہ ۲۶۳ " اے انسان جس سے یہ مختلف قسم کی **موجودات ظاہر ہوئی ہے** الخ وہ پرماتما ہے اسکو تو جان" ایضاً صفحہ ۲۶۵ " جس پرماتما کی قدرت سے یہ سب زمین وغیرہ مخلوقات پیدا ہوتی ہیں اور جسمیں قائم رہکر آخر کو جسمیں فناہ ہو جاتی ہیں وہ برہم ہے جاننے کی خواہش کر" ایضاً صفحہ ۲۶۵ " اے انسان سورج وغیرہ نورانی پدارتھوں (موجودات) کا سہارا اور پیدا شدہ اور آئندہ کو پیدا ہونے والے جہان کا ایک **لاثانی** مالک پرماتما ہی اس **عالم کی پیدائش سے پہلے موجود تھا** اور جس نے زمین سے لیکر سورج تک ساری **کائنات کو پیدا کیا**" اس عبارت منقولہ میں جہاں لکیر کھینچی گئی ہے نظر کرنے سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ سوامی جی توحید کے مسئلہ میں اہل اسلام سے متفق ہیں ایسا ہی وہ اپنی کتاب رگوید ادی بہاشیہ بہومکا میں صاف اقرار کرتے ہیں کہ پرماتما ہی ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے چنانچہ کتاب مذکورہ کے صفحہ ۱۱۵ میں اس وید منتر (تب نا است نیتی) نہ نا است (ہستی) نہ رج (پرمانو یعنے ذرہ) تھا) کی تشریح فرماتے ہیں " اس وقت ست (پرکرتی) یعنے کائنات کی غیر محسوس علت جسکو ست کہتے ہیں۔ وہ بھی نہ تھی **اور نہ پرمانو تھے**" پھر دیکھو اردو بہومکا صفحہ ۶ " وہ بذاتہ غیر مولود اور سب کو پیدا کرنے والا ہے وہ ہی اس کائنات کو اپنی **قدرت** سے بناتا ہے"

پھر دیکھو بہومکا صفحہ ۸ " اسی طرح اگنی کے اس بانی کو پیدا کیا اور آگ کو ہوا سے اور ہوا کو اکاش سے اور اکاش کو پرکرتی سے اور **پرکرتی کو اپنی قدرت** سے پیدا کیا"

دیکھو ماسٹر جی آپکے پیشوا اس جگہ تو بڑے زور سے بہ آواز بلند کہہ رہے ہیں کہ پرماتما ہی اس عالم کی پیدائش سے پہلے موجود تھا اسوقت نہ پرکرتی تھی اور نہ پرمانو بلکہ اسی نے اپنی قدرت سے پرکرتی وغیرہ کو پیدا کیا یہی آواز ہے جسکو سنکر آپ لوگ بزعم خود بت پرستی سے نکل لیتے آپ کو موحدوں کے زمرہ میں شامل سمجھتے ہیں اور دل میں خیال کر لیا کہ سرسوتی جی مہاراج نے توحید کا وہ خزانہ جو وید کی پرانی عمارت کے نیچے مدفون تھا جسکا پتہ بڑے مہا رشیوں کو بھی نہیں لگا نکالکر آج ہمارے سامنے رکھہ دیا ہے اور اس دولت عظیمہ کی گلی کوچوں میں منادی کر دی اور بہت سے آریہ ورت کے گھروں کو جو شرک اور بت پرستی کے قحط سے ویران ہو چکے تھے آکر آباد کیا ہے۔

"مہربان من آپ کا یہ خیال بالکل غلط ہے آپ لوگ سوامی جی کے اس دعوے کو "کہ سب کچھہ پرماتما نے اپنی قدرت سے پیدا کیا ہے" میٹھا سمجھہ کر چیونٹیوں کی طرح چمٹ گئے حالانکہ یہ میٹھا نہیں بلکہ اس توحید کو ہلاک کرنے والی سمت سم قاتل ملائی گئی ہے جس سے لاکھوں انسان تباہ ہو رہے ہیں اور اس سے ... ایشور کی قدرت اور اس لاثانی ازلی ... پرماتما کی وحدانیت کے نابود کرنے میں آپکے اس ... پنڈت نے کچھہ ... نہیں چھوڑی اور ایک جھوٹی اور کھوٹی متاع کو راستی اور سچائی کے ملمع سے آراستہ کر کے نادانف لوگوں کو دہوکہ دیا ہے جو سنسکرت جانتے ہیں کہ سوامی جی کے اقوال کی پڑتال کر سکیں اور ... مذاہب ... جو سچ جھوٹ ... کی اس ... کہ اعتقاد دو قسم کا ہونا چاہئے ... جسکی ابا قت ہے اسلئے میں محض اس محبت کے جوش سے جو مجھکو آپ لوگوں سے ہے یہ تکلیف دیتا ہوں کہ اگر آپ کو سنسکرت یا عربی پڑھکر تحقیق کرنے کی فرصت نہیں تو کیا آپ سے اتنا ہی نہیں ہو سکتا کہ ستیارتھہ کو ہی (جسے آپ بے نظیر کتاب سمجھے بیٹھے ہیں) غور اور تدبر سے دیکھنا شروع کریں اور سوچیں کہ یہ کیا وجہہ ہے جو سوامی جی کا کہیں سناتنیوں اور ویدانتیوں سے اتفاق ہے کہیں ناستک مت والوں کے خیالات کا اشتیاق۔ الغرض ہر بات میں دو رنگی و نفاق ہے۔ توحید کی نسبت سوامی جی کا جو عارضی اعتقاد تھا وہ تو سن چکے اب انکا ذاتی اعتقاد دیکھئے ستیارتھہ صفحہ ۲۶۴

" سوال کیا مادہ پرمیشور نے پیدا نہیں کیا؟ جواب نہیں وہ انادی (ازلی) ہے۔ **سوال** انادی کس کو کہتے ہیں اور کتنی چیزیں ازلی ہیں۔ **جواب** ایشور جیو۔ اور عالم کی علت (مادی) یہہ تینوں چیزیں ازلی ہیں الخ مادہ۔ جیو اور پرماتما تینوں غیر مخلوق ہیں یہی تین ساری کائنات کی علت ہیں۔ ایضاً صفحہ ۲۶۶ "ہی ست روپ مادہ سارے عالم کا بنیادی مسکن اور جائے قیام ہے یہ سارا عالم پیدائش کے پہلے گویا است (نیست) ہی تھا اور جیو آتما۔ برہم۔ اور مادہ میں لیس (جذب) ہو کر موجود تھا" لو صاحب آپکے پیشوا تو دنیا کے ذرہ ذرہ کو خدا بنا رہے ہیں اور کسطرح عوام کو گمراہ کرنیکے لئے واک جہل سے کام لے رہے ہیں اس سے بڑھکر کیا دہوکہ اور فریب ہو کہ سوامی جی زبان سے تو یہہ تعلیم دیں کہ " اے انسان جس سے یہ مختلف قسم کی موجودات ظاہر ہوئی اسکو تو جان" اور دلمیں یہہ یقین ہو کہ اس سارے عالم کے تین مظہر ہیں جیو آتما۔ برہم اور مادہ بلکہ برہم کو دوسرے نمبر پر رکھا۔ بازار میں تو یہ وعظ سناوین کہ اے لوگو! اس لاثانی ازلی پرماتما کی پرستش کرو جو اس عالم کی پیدائش کے پہلے موجود تھا اور گھر میں یہ بحث دہرے ہوں کہ ہم خود ازلی ہماری صفات افعال خواص ازلی پھر ازلی وجود اپنے ہمرتبہ وجود کے کیوں تابع ہو سوامی جی کو علم مناظرہ میں اچھی مہارت تھی انہوں نے سوچ لیا کہ یہہ جو رگ وید میں پرماتما ہمپر اپنی بڑائی ظاہر کرتا ہے " میں ایشور سب سے پہلے موجود ہوں سو یہ استدلال آپکا جناب کی فضیلت کا مثبت نہیں اور نہ اس دلیل سے آپ پرستش کے مستحق ہو سکتے ہیں کیونکہ جس طرح تو ازلی ہے اسی طرح ہم بھی ازلی ہیں جیسے تیری صفات وغیرہ (انادی ہیں ویسے ہی ہماری صفات افعال خواص بھی انادی ہیں پر آپ کس واسطے ہمارے سامنے ایسی دلیل کو پیش کرتے ہیں جسکا بجز سکوت آپکے پاس کوئی جواب نہیں ہاں ایک عذر ہے کہ آپ ہمپر حکمران ہیں لیکن یہہ عذر بھی قابل سماعت نہیں کیونکہ جب جناب ہمارے خالق نہیں ہم اور ہمارے خواص وغیرہ ازلی ہیں تو پھر ہمارا پیچھا نہ چھوڑنا۔ ایشور جی یہ آپ کی زبردستی ہے۔ لہذا اے ہمارے منترو! میں آپ کو آگاہ کرتا ہوں کہ مہرشی سرسوتی سوامی جی مہاراج کے ان کلمات کو (پرماتما ازلی ہے اس کے پہلے نہ پرکرتی تھی نہ پرمانو) سنکر جھٹ سنیاسی صاحب کے پیچھے ڈاڑھی مونچھہ منڈا چل پڑنا اچھا نہیں کچھہ سوچ بچار بھی کرنی چاہئے۔ کہ جس صفت سے پنڈت صاحب ایشور کو موصوف سمجھتے ہیں اور اقرار بھی کرتے ہیں کہ وہ ازلی اور سب کائنات کا (جسمیں جیو مادہ بھی داخل ہے) پیدا کرنے والا ہے تو پھر اسی صفت کے ساتھہ جیو مادہ کو موصوف سمجھہ کر کیوں ان ایشور کی ازلیت میں انکو شریک ٹھیراتے ہیں اور کس منہ سے ایشور کے نام کے ساتھہ لاثانی۔ ازلی۔ الفاظ کو ملایا جاتا ہے مگر جس قوم کو نیوگ جیسی گندی اور ناپاک تعلیم سے شرم نہیں آتی انکو ایسی باتوں سے کب حیا ہے پنڈت دیانند نے جابجا ستیارتھہ میں جیو اور ایشور کو ایک جیسا مانا ہے۔ دیکھو ستیارتھہ صفحہ ۲۵۱ " جیو اور ایشور دونوں بالذات چیتن (ذی نعقل) ہیں طبیعت دونوں کی پاک غیر فانی اور دہارمک وغیرہ ہے ایضاً صفحہ ۲۷۵ پرمیشور اور جیو دونو ذی شعور اور جنمیں پرورش وغیرہ صفات یکساں ہے۔ ستیارتھہ صفحہ ۲۴۲ جیو کبھی پیدا نہیں ہوا ازلی ہے"، اب منصف ہو کر بتایئے مولف ستیارتھہ نے ایشور اور جیو کو برابر مانا ہے یا نہیں غور کرو الفاظ۔ **چیتن۔ پاک۔ غیر فانی۔ دہارمک۔ یکساں ازلی** برابر لفظ وغیرہ سے یہ سمجھا دیا کہ ایشور میں جو باقی صفتیں ہیں انمیں بھی جیو شریک ہے۔ اب جیو کے ایشور ہونے میں کچھہ فرق رہگیا اگر ہے تو اور نئیے ستیارتھہ صفحہ ۳۲۵ " جیو بوجہہ چیتن ہونیکے خود بخود بہ مثل ہمرشتہ ہے اسلئے ساتھ مکتی بھی حاصل ہے" پورانک لوگ ایشور کے ساتھہ چھوٹے بھائی کیطرح بسر اوقات کرنے کو ساتھ مکتی کہتے ہیں۔ اسپر مولف ستیارتھہ فرماتے ہیں کہ جیو بوجہہ چیتن ہونیکے ایشور کا چھوٹا بھائی ہے اسلئے پورانکو نکی مکتی خود بخود حاصل ہے صرف اتنا فرق ہے کہ جیو چھوٹا بھائی ہے اور ایشور بڑا آفریں اے توحید کے مدعیو تمنے تو عیسائیوں اور پورانکو کے منہ پر ہاتھہ پھیر دیا عیسائی تو صرف ایک خاص مقدس جیو کی نسبت خدا سے رشتہ تسلیم کرتے ہیں (وہ بھی بیٹا ہونے کا بخلاف بھائی کے جو اپنے حقوق جبراً بھی لے سکتا ہے۔ یعنے باپ بیٹے کو اپنی وراثت سے محروم اور لاوارث ٹھیرا سکتا ہے۔ لیکن بھائی اپنے حصّہ کو نہیں چھوڑ سکتا) اور آپنے تو تمام جیوں کو ایشور کا رشتہ دار بنا دیا۔ جب آپکے مذہب میں کتے گدھے سب جیو ہیں تو نعوذ باللہ حسب اعتقاد آپکے یہہ سب ایشور کے چھوٹے بھائی ہوئے پھر چوڑھے چماروں سے کیوں نفرت کرتے ہو کیونکہ جس شخص سے محبت ہو

...غلام بھی پیارے لگتے ہیں پھر چھوٹے بھائیوں سے تم تقاضائے محبت ہے اسکا اندازہ ہر آدمی اپنے تجربہ محبت کی بنا پر لگا سکتا ہے۔ لہذا آریوں کو چاہئے کہ برہمن کھتری چوڑہ چمار وغیرہ سب کے ساتھ ایک جیسا سلوک و برتاؤ رکھیں کیونکہ یہ کل جیو لوجہ چیتن ہونے کے ایشور کے رشتہ دار ہیں اور اس رشتہ داری میں سوامی جی مہاراج کے نزدیک جیو کا نیک یا اعلےٰ خاندان سے ہونا شرط نہیں بلکہ اس امر میں ہر انسان و حیوان برابر ہے پس ایشور کے چھوٹے بھائیوں کو مناسب نہیں کہ کہانے پینے میں بے اتفاقی اور بدسلوکی پیدا کر کے اپنے بڑے بھائی کو تشویش میں ڈالیں۔ یہ ہے توحید اس قوم کی جسکی نظر میں تمام دنیا بت پرست ہے۔ تعصب بھی کیسی بری بلا ہے اس توحید کے مدعی دوسروں پر اعتراض کریں۔

(باقی آیندہ)

کرم داد از دوالمیال ضلع جہلم

سوامی جی × منشی رام

ذیل میں ایک عجیب مضمون درج کیا جاتا ہے اسکے عنوان میں ضرب کی علامت دی گئی ہے جسکا مفہوم مضمون پڑھ لینے کے بعد معلوم ہو جاویگا۔ فی الحقیقت یہ امر [illegible] ہے کہ دونوں میں سچا کون ہے؟

(ایڈیٹر)

[illegible] رام [illegible] پریذیڈنٹ [illegible] بھائی [illegible] جالندھر [illegible] بڑی [illegible]

[illegible] سال ہوئے ایک معزز کالج [illegible] کے ساتھ آریہ سماج [illegible] رشی دیانند [illegible] پر بھاری بحث ہوئی اثناء گفتگو میں [illegible] بھائی نے فرمایا کہ ہم کس طرح سوامی جی کی [illegible] بات کو صحیح تسلیم کر سکتے ہیں جبکہ انکی کئی باتیں صاف طور پر سائنس کے مسلمہ اصولوں کے برخلاف ہیں۔ مثال کے طور پر انہوں نے فرمایا کہ سوامی جی کا یہ عقیدہ ہے کہ کل اجسام فلکی آباد ہیں لیکن سائنس سے اس کی تصدیق نہیں ہوتی ہم نے جواب میں عرض کیا کہ ابھی تک اس مسئلہ پر سائنس والوں کی کوئی نتیجت رائے نہیں۔ لیکن ہمیں وشواس ہے کہ جب سائنس دان اس پوزیشن میں ہونگے کہ اس معمہ کو حل کر سکیں۔ تو ان کا فیصلہ مہرشی دیانند کے حق میں ہوگا۔ حال ہی میں جب ہم نے اخبار میں پڑھا کہ [illegible] کی رائل [illegible] انسٹی ٹیوشن میں لکچر دیتے ہوئے

پروفیسر ٹرنر صاحب نے فرمایا کہ ان کا یقین ہے کہ اجسام فلکی میں آبادی ہے۔ تو رشی کی تعلیم کی بزرگی کے سامنے ہمارا سر جھک گیا اور ہمارے مکھ سے بے اختیار یہ شبد نکلے۔ کہ درنیتر درشٹا رشی کا واکیہ نرا تھک نہیں ہو سکتا + پروفیسر صاحب نے اپنے لکچر میں فرمایا کہ یہ ضروری نہیں کہ جن پرانیوں کے بازو ٹانگیں دل اور پھیپھڑے نہ ہوں ان میں ذہانت نہیں ہو سکتی۔ آپنے یہ بھی فرمایا کہ ایسے پرانی بھی ہیں۔ جو وایو پانی اور گرمی کی سہایتا کے زندہ رہ سکتے ہیں آپنے تجربوں سے ثابت کر کے دکھلا دیا کہ ٹھوس کی ہوئی وایو میں بھی پرانی رہ سکتے ہیں۔ یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ رشی دیانند نے بھی یہ کہیں نہیں لکھا کہ سوریہ چندرما میں رہنے والے منش اسی پرکار کے ہونگے۔ جس پرکار کے منش کہ اس پرتھوی پر رہتے ہیں۔ اس وشے پر رشی واکیہ یہ ہے۔ تینیس دیوار تھات پرتھوی جل اگنی وایو آکاش چندرما سوریہ اور نکشتر سب سرشٹی کا نواس تھان ہونے سے آٹھ وسو یہ بات سمرن رکھنے کے یوگیہ ہے۔ کہ سرشٹی شبد کے ارتھ رچنا کے ہیں نہ کہ کسی وشیش پرکار کی رچنا کے،، ختم شد۔

ہم نے سچائی ظاہر کرنے کی خاطر دیانندی مہاتما کا مضمون حرف بحرف نقل کر دیا ہے کیونکہ ہمارا اصل مدعا ہی یہی ہے کہ دشمن اپنا پورا زور لگا لے تاکہ ہم ایک ہی دفعہ اس کا سر کچل کر رکھ دیں۔ ناظرین مندرجہ بالا مضمون سراسر جھوٹ کا ڈھیر ہے۔ آپ غور سے دلائل [illegible] اور ان کو اپنی کانشنس سے پرکھئے۔ اس مضمون میں کئی باتیں ہمارے مفید مطلب ہیں۔

اول تو یہ کہ کالج پارٹی کے نزدیک دیانند کی کئی باتیں سائنس کے مسلمہ اصولوں کے خلاف ہیں آلٹو بشارت دیانند صاحب کو اپنی تعلیم کی سچائی پہلے سمجھوں پر ہی ثابت کرنی دشوار ہے بجائے اسکے کہ آپکی تعلیم کو غیر مذاہب کے سامنے رکھ کر اسے سچا کہا جاوے۔ میری دانست میں کالج پارٹی اس معاملہ میں بالکل سچی ہے کیونکہ سوامی جی کی کئی باتیں نہ صرف سائنس کے مسلمہ اصولوں کے خلاف ہیں بلکہ اخلاق اور تہذیب کے خلاف بھی کئی موجود ہیں جیسے [illegible] وغیرہ۔ خلاف عقل تو اسکے قریباً سارے ہی مسئلے ہیں۔ مگر نمونتاً ہم ایک درج ذیل کرتے ہیں۔ پنڈت جی سنسکار ودھی مترجمہ دیوی دیال مطبوعہ سورج پرکاش کے صفحہ ۴۲ پر لکھتے ہیں کہ جن مہاشوں کو لڑکے کی اچھیا ہو وہ ۶۔ ۸۔ ۱۰۔ ۱۲۔ ۱۴۔ ۱۶۔ ان چھ راتوں میں اور جنکو لڑکی کی اچھیا ہو وہ۔ ۵۔ ۷۔ ۹۔ ۱۵۔ ان چار راتوں میں عورت سے جماع کریں۔ تجربہ سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ اصول از سرتاپا خلاف عقل اور بالکل لالعنی ہے۔ ورنہ

کئی مہاشے جنکو لگاتار لڑکیاں ہی ہو رہی ہیں۔ پنڈت جی کے اس نسخہ کا ضرور ہی استعمال کر کے لڑکے لے لیا کرتے اور لڑکیاں ہونے کی صورت میں نیوگ کا نسخہ استعمال کرنے کی حاجت نہ ہوتی۔

اس سے آگے مہاتما جی لکھتے ہیں کہ ہم نے اس ماس خور کو جواب دیا کہ اجسام فلکی میں آبادی کے مسئلہ پر سائنس دانوں کی کوئی پختہ رائے نہیں لیکن بعد چندے وہ اس نتیجہ پر پہنچینگے جس پر سوامی جی پہونچے ہیں۔

محقق کے نزدیک ایسی صورت کی موجودگی میں دیانندی لوگوں کو کوئی حق نہیں کہ اسلام کے ان روحانی اسرار و الہامی باتوں پر جو عقل انسانی سے بالاتر ہوں اور جن پر ابھی انسانی تحقیقات حاوی نہ ہو سکتی ہوں اعتراضات لاطائل کریں۔ جبتک کہ سائنس کا کوئی معیار قایم نہ کر لیں۔ جب خود سائنس دانوں کے نزدیک معیار سائنس مقرر نہیں ہوا تو خواہ مخواہ اعتراض کرنا جہالت ہے ہم آگے چل کر موقع پر بتاوینگے کہ جس سائنس دان کی آڑ میں ہمارے مہاتما نے دیانند جی کے ایک اصول کو سچا بتانے کی کوشش کی ہے اسکی تحقیق دیانندی تعلیم پر کونسی پھیر رہی ہے۔

آگے مہاتما جی لکھتے ہیں کہ پروفیسر صاحب کا خیال ہے کہ یہ ضروری نہیں کہ جن پرانیوں کے بازو ٹانگیں دل اور پھیپھڑے نہ ہوں ان میں ذہانت نہیں ہو سکتی محقق کے نزدیک یہ تعلیم دیانندی تعلیم کے سراسر خلاف ہے اگر نہیں تو مہاتما جی کسی ویدک منتر کا حوالہ دیکر ثابت کریں کہ من اور پھیپھڑے کے بغیر ذہانت ہو سکتی ہے۔

نیز پروفیسر صاحب کا یہ خیال کہ ایسے پرانی بھی ہیں جو ہوا پانی اور گرمی کی سہایتا کے بغیر زندہ رہ سکتے ہیں۔ دیانندی تعلیم کی جڑ کاٹ رہا ہے مہاتما جی کو کوئی وید منتر دے کر اپنی سچائی ظاہر کرنی چاہئے نہ کہ دوسروں کی چھاچھ پر موچھیں منڈانے والی بات کرنی چاہیئے۔

اب ہم اصل گپ لکھتے ہیں جو مہاتما جی نے چلائی ہے آپ فرماتے ہیں کہ یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ رشی دیانند نے بھی یہ کہیں نہیں لکھا کہ سوریہ چندرما میں رہنے والے منش اسی پرکار کے ہونگے جس پرکار کے منش کہ اس پرتھوی پر رہتے ہیں۔

اب میں نہیں سمجھتا یہ تحریر مہاتما جی نے دیدہ دانستہ لغو طور پر لکھی ہے کہ دیانند جی کی یہ تعلیم نہیں یا درحقیقت آپ (مہاتما جی) دیانند جی کی اصل تعلیم کو چھپا کر پروفیسر صاحب کی پیروی میں سوامی جی کی خوبیٔ تعلیم کی تعلّی لے رہے ہیں۔ جہانتک ہمیں قرینہ سے معلوم ہوتا ہے مہاتما جی سچائی کا خون کرنے کے لئے لغو تعلیم پر ملمع چڑہانے کی کوشش میں ہیں جسمیں وہ کسی طرح نا کامیاب ہو گئے ہیں کیونکہ مہاتما جی کیا آپ نے ستیارتھ پرکاش کبھی کھول کر بھی نہیں دیکھی کہ اتنا جھوٹ بول دیا۔ آئیے اس بارہ میں ہم آپکو سوامی جی کی اور سماج کی جس کے آپ پرچارک رہ چکے ہیں اصل تعلیم بتائیں۔ تاکہ آپکو اور عوام کو سماج کی جھوٹی تعلیم کی حقیقت معلوم ہو جائے۔

ستیارتھ پرکاش اردو مستند ترجمہ پرتیندھی سبھا پنجاب کے صفحہ ۲۶۰ پر یوں لکھا ہے۔

(۱) **سوال** سورج چاند اور تارے کیا شئے ہیں اور انمیں انسان وغیرہ کی آبادی ہے یا نہیں؟

جواب۔ یہ سب کرۂ زمین ہیں اور ان میں انسان وغیرہ آبادی بہی ہے کیونکہ زمین پانی آگ ہوا آکاش چاند تارے اور سورج کو اسلئے دسو کہتے ہیں کہ انہیں میں تمام اشیاء اور مخلوقات بستی ہے اور یہی سب کا مسکن ہیں اور چونکہ یہ جا سکونت ہیں اسلئے انکا نام دسو ہے جب سورج چاند اور تارے بھی زمین کی مثال دسو ہیں پھر انہیں اسی طرح آبادی ہونے میں کیا شک (رہے)؟ اور جس طرح پرمیشور کا یہ چھوٹا سا لوک (دنیا) انسان وغیرہ کی آبادی سے بھرا ہوا ہے تو کیا باقی سب لوک (کرے) خالی ہونگے؟ پرمیشور کا کوئی کام ہی بے مطلب نہیں ہوتا۔ تو کیا اتنے بیشمار لوکوں (کروں) میں انسان وغیرہ کی آبادی نہ ہونے سے ایشور کا کام کبھی سپھل (بانتیجہ) ہو سکتا ہے؟ اسلئے سب جگہ انسان وغیرہ کی آبادی ہے۔

(۲) **سوال**۔ جیسے اس ملک میں انسان وغیرہ مخلوقات کی صورت (اور) اعضا ہیں ویسے ہی دیگر لوکوں (کروں) میں ہونگے یا اسکے برعکس؟

جواب۔ کچھ کچھ صورت میں اختلاف ہونا ممکن ہے جسطرح اس کرۂ زمین پر چینی حبشی اور آریہ ورت اور یورپ والوں کے اعضاء رنگ روپ اور شکل میں تھوڑا تھوڑا فرق ہوتا ہے اسی طرح دیگر کروں میں بھی فرق ہوتا ہے لیکن جس نوع کی جیسی خلقت اس دنیا میں ہے اسی نوع کی خلقت دیگر لوکوں میں بھی ہے جس جس جسم کے حصہ میں آنکھ وغیرہ اعضاء ہیں دیگر کروں میں بھی اسی نوع کے اعضاء اسی طرح اور اسی مقام میں موجود ہیں۔

اب مندرجہ بالا حوالوں کو پڑھکر ناظرین ذرا سماج کے لیڈر مہاتما جی سے دریافت کریں کہ تمہارا یہ لکھنا کہ "رشی دیانند نے بھی یہ کہیں نہیں لکھا کہ سوریہ چندرما میں رہنے والے منش اسی پرکار کے ہونگے جس پرکار کے منش کہ اس پرتھوی پر رہتے ہیں" کہاں تک سچائی پر مبنی ہے۔

اب ناظرین خود فیصلہ کر لیں کہ دونوں میں سچا کون ہے سوامی صاحب یا مہاتما جی۔

محمد منظور الہی

مذہبی دنیا پر سرسری نظر

مسیو مانٹ نامی ایک فرانسیسی پروفیسر نے حال میں ایک کتاب لکھی ہے جسکا نام مشرق پر ایک نئی نگاہ ہے۔ اس میں ایک بات مشرقی مذاہب کے متعلق بھی ہے۔ اسلام کا ذکر کرتے ہوئے وہ مذکور لکھتا ہے کہ بارہویں صدی کی مسلسل غفلت اور جہالت کے بعد یورپ کو اس مستحکم مذہب سے تھوڑی سی واقفیت پیدا ہوئی ہے اور وہ تعصب جو جاہلانہ اور متعصب مذہبی اشخاص کی کوششوں کا نتیجہ تھا کسی قدر کم ہوا ہے لیکن افسوس ہے کہ اب تک بھی اسلام کی اصلی صورت سے یورپ اچھی طرح روشناس نہیں ہوا۔ اسلام کو ایک ظالم اور خونخوار مذہب سمجھنا بڑے بڑے محققوں کا عام خیال ہے۔ حالانکہ اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو ظلم سے کوسوں دور اور اعلیٰ رحم کا مرجع ہے۔

مسیو مانٹ نے جو کچھ لکھا ہے وہ بالکل درست ہے یورپ اسلام سے ہرگز روشناس نہیں اور نہ اسلام اپنی اصلی اور سچی تصویر میں یورپ کے سامنے پیش کیا گیا۔ اسلام کو پیش کرنے والے دشمنان اسلام پادری تھے جنہوں نے اسلام کو ایک بھونڈی اور خونخوار تصویر میں دکھایا مسلمانوں کو بدقسمتی سے یہ خیال پیدا ہی نہیں ہوا اور اب تک بھی کہ یورپ بیدار ہو چلا ہے اور مذہبی پیاس سے بے قرار ہونے لگا ہے مسلمان ہیں کہ توجہ ہی نہیں کرتے حقیقت میں یہ فریضہ ازل سے جس مرد خدا کے نام پڑا تھا وہی اس کام کو کر سکتا تھا چنانچہ یورپ اور امریکہ کی اس حالت کو دیکھ کر اس کے دل میں درد اٹھا اور ان لوگوں ہی کی زبان میں میگزین کے ذریعہ اسلام کی حقیقی چہرہ نمائی کی اسی کا اثر ہے کہ یورپ کے خیالات میں انقلاب عظیم واقع ہو چکا ہے اور وہ دن دور نہیں جب یورپ اور امریکہ میں **اسلام** اپنی روحانی طاقت اور زندہ برکات کے اثر سے پھیل جاویگا۔

آریہ سماج کی گتی

اس عنوان سے لاہوری ہمعصر جیون تت رقمطراز ہے۔

پیشتر اس کے کہ ہم آریہ سماج کی کتب میں سے جہاد کی تعلیم کے بارے میں اپنے مضمون کا اگلا حصہ شائع کریں۔ ہم بعض ان تازہ آریہ اخبارات میں سے کچھ حصے ماخوذ کر کے درج کرتے ہیں۔ کہ جو ہمیں اسی ہفتہ کے اندر اندر ملے ہیں اور جن کے مطالعہ سے معلوم ہوگا کہ ہم نے آریہ سماج کی تعلیم کے اس خوفناک پہلو کو پبلک کے سامنے پیش کرنے کے لئے ایک دن بھی قبل از وقت قلم نہیں اٹھایا۔ اور کیا آریہ سماج اور کیا ملک کے اور لوگوں کی بھلائی کے لئے مناسب ہے کہ آریہ سماج اور کیا ملک کے اور لوگوں کی بھلائی کے لئے مناسب ہے کہ آریہ سماج کی تعلیم کے اس پہلو اور اس کے عملی اثروں پر جلد توجہ کی جائے۔

(۱) جالندھر شہر کے آریہ اخبار ستیہ دھرم پرچارک مطبوعہ ۲۔ ہاڑ سمت ۱۹۶۳ بکرمی کے ایڈیٹوریل کالموں میں "(آریہ) سماجوں کے ہفتہ وار جلسوں میں پورانک محمدی یا عیسائی متوں کا کھنڈن کرنے" کا ذکر کر کے لکھا ہے "نتیجہ کیا ہوتا ہے؟ آریوں کے جیون میں کوئی بڑی درتن سماج کے دوارا نہیں ہوتا۔ وتنڈا واد میں آریہ لوگ کمال حاصل کر لیتے ہیں۔ جھگڑا کرنے اور بیجا نکتہ چینی کی پرورش ان کے اندر نشو و نما پاتی رہتی ہے۔ دوسرے مذاہب کے برخلاف لیکچر سن سن کے ان کی عادتیں اتنی خراب ہو جاتی ہیں۔ کہ جب وہ دوسروں کا کھنڈن نہیں کر سکتے تو نکتہ چینی کا وار اپنوں پر ہی شروع ہو جاتا ہے …… ان تمام باتوں کا پرنیام بڑا ہی افسوسناک ہوتا ہے"

(۲) اب اس تحریر کے مقابل میں اسی جالندھر شہر سے نکلا ہوا آریہ مسافر میگزین ایک پُرجوش نظم "آریہ ویر کی چیتاونی" کے عنوان سے شائع کرتا ہے۔ جو آج کے لاہور کے آریہ سماچار پرکاش کو دو کچھ اچھی لگتی ہے کہ (نمبر ۵) اس کے آخری بند کو اپنے ناظرین تک پہنچائے بنا نہیں رہ سکتے" چنانچہ اس بند کے چند اشعار یہ ہیں۔

"آریہ ویرو! قدم آگے بڑھاؤ تم بھی
دھرم رکھشا کیلئے سیس کٹاؤ تم بھی
جسم فانی کی کرو دل میں نہ ہرگز پرواہ
شوق سے زخم کوئی سینہ پہ کھاؤ تم بھی
ہو رہے چاروں طرف سے ہیں ہزاروں حملے
نکلو میدان میں اب خون بہاؤ تم بھی

(۳) لاہور کا آریہ اخبار پرکاش گوجرانوالہ کی آریہ انسٹی ٹیوشن گوروکل کی بابت لکھتا ہے۔ کہ "اس میں کیا شک ہوسکتا ہے کہ آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب کی کانسٹی ٹیوشن کی پروانہ کرتے ہوئے ان لوگوں کا خیال ایک علیحدہ سکول کھڑا کر کے گوروکل کو نقصان پہنچانے کا ہے"

اسپر امرتسر کا آریہ اخبار ہنکاری مورخہ ۱۵۔ جون لکھتا ہے۔

"یہ صرف پرکاش یا اس کے بعض ہم خیال لوگوں کی کمزور طبائع کا قصور ہے کہ وہ ایک دوسرے سکول یا گوروکل کو دیکھ نہیں سکتے۔ ایسے نیک خیال لوگوں کی موجودگی میں کب امید ہوسکتی ہے کہ ہندوستان میں عام تعلیم ہو سکے گی۔ افسوس!

ع بریں عقل و دانش بباید گریست"

(۴) پرکاش مطبوعہ ۱۹ جون ۱۹۰۶ء خبر دیتا ہے کہ دہلی میں "آریہ سماجی پنڈت" ہری سنگھ کو زیر دفعہ ۱۰۷۔ ایک سال کے لئے سو روپیہ کا مچلکہ اور ۱۰۰ کے دو قطعہ ضمانت داخل کرنے کا حکم صادر ہوا۔ جرم یہ تھا کہ وہ برسر بازار بعض مسلمانوں سے اسقدر مذہبی بحث مباحثہ کرتا تھا کہ جس سے عام امن میں خلل واقع ہونے کا اندیشہ تھا پہلے ایک مرتبہ تنبیہ کی گئی مگر کارگر نہ ہوئی +

(نوٹ) ان انتخابوں میں بعض توجہ طلب حصوں کو ہم نے جلی کر دیا ہے۔ ان سے ناظرین آریہ سماج کی کشتی کی موجودہ گتی کا کسیقدر اندازہ لگا سکتے ہیں +

[میں اسپر ایک اور تحریر کا اضافہ کرتا ہوں جو پرکاش مورخہ ۱۹۔ جون ۱۹۰۶ء میں نکلی ہے اور وہ یہ ہے۔ ایڈیٹر]

کلچرڈ سماج میں نفاق اس کلچرڈ مہاشہ کی چٹھی کا آخری حصہ یہ ہے۔

اگرچہ میں وہ کلچرڈ بھائیوں کی اندرونی ہلچل کا ذکر کرتے ہیں ہمارے دل پر چوٹ لگی گو ہمارے انکے خیالات میں زمین آسمان کا فرق ہے تاہم ہم یہ نہیں چاہتے کہ وہ نفاق کے نذر ہوں۔ جو مزے نفاق کے آریہ سماج لے رہا ہے وہ ہم بخوبی جانتے ہیں اسلئے برداشت نہیں کر سکتے کہ کسی بھی سوسائٹی کی وہ حالت ہو جو آریہ سماج کی ہو رہی ہے لیکن دقت یہ ہے کہ نفاق کا ہونا ضروری ہے کیونکہ ہر ایک سوسائٹی میں چند حضرات ایسے ہوتے ہیں جو خاص اغراض لیکر اس سوسائٹی میں چند حضرات ایسے ہوتے ہیں جو خاص اغراض لیکر اس سوسائٹی میں شامل ہوتے ہیں۔ انکا مطلب حل نہیں ہو سکتا تاوقتیکہ پھوٹ نہ پڑے لیکن زیادہ تمہید کی کیا ضرورت ہے۔ کلچرڈ مہاشہ کی چٹھی کا ترجمہ ذیل میں دیا جاتا ہے۔

"میں یہ چٹھی غصہ کی حالت میں نہیں بلکہ افسوس کی حالت میں لکھ رہا ہوں۔ ہمارے سماج میں دانا اور معاملہ فہم اصحاب کی رائے کی بے وقعتی ہے۔ سماج کے مشوروں میں میانہ رو آدمیوں کی کوئی سنتا ہی نہیں آریہ سماج کی لیڈری کے لئے جو کوشش ہو رہی ہے اسمیں میانہ رو آدمیوں کا کیا کام۔ نتیجہ یہ ہے کہ تمام انتظام ان اشخاص کے ہاتھ میں ہے جنکے اوصاف صرف یہ ہیں کہ انمیں دکھلاوے کی بے حد مقدار ہے اور آگے بڑھ جانے کی انمیں لاانتہا شکتی ہے۔ میرے خیال کے آدمی محسوس کرتے ہیں کہ سماج کے لئے نازک وقت (ٹرننگ پوائنٹ) ہے اور اب امر تنازعہ فیہ یہ ہے کہ کیا آریہ سماج کا انتظام ان آدمیوں کے ہاتھ میں ہوگا جو معاملہ فہم اور میانہ رو ہیں اور جو اپنی ذمہ واری کو محسوس کرتے ہیں یا صرف باتوں بنانے والوں کے ہاتھ میں جنکی غیر ذمہ داری اتنی ہی ہے جتنی کہ انکی شوخی اور خود رائی۔ سچ تو یہ ہے کہ ہم جدائی کے کنارے پر ہیں۔

میں اس بات کے خلاف ہوں کہ اپنی پارٹی کی اندرونی کمزوریوں لوگوں کے سامنے ظاہر کروں لیکن میرا جواب صرف یہ ہے کہ آریہ سماج کی حالت خطرے میں ہے اور ہم میں سے ہر ایک کا یہ فرض ہے کہ جہاں تک ہماری طاقت میں ہے اسکی حفاظت کرے"

ہمیں افسوس ہے کہ اس قسم کے حالات ہو رہے ہیں اور ہم خوش ہونگے اگر ہمارے کلچرڈ بھائی اپنے ذاتی تفرقات کو بھلا کر اپنے مشن کی تکمیل کرینگے۔ ہم جانتے ہیں کہ انکا مشن سوامی دیانند کا مشن نہیں تاہم ہم پسند نہیں کرتے کہ ان ذاتی اختلافات کی وجہ سے دیانند کالج کو کوئی نقصان پہنچے جو بلاشبہ ہندؤں کو سستی تعلیم دے رہا ہے"

آریہ سماج کا پول

اس نام کی کتاب شیخ عبدالعزیز صاحب نائب نومسلم آریہ اپدیشک برہمانے بڑی تحقیق اور محنت سے لکھکر شائع کی ہے الحکم میں اسکا ریویو درج ہو چکا ہے اب شیخ صاحب نے نہایت قابلیت کے ساتھ اسکا دوسرا حصہ بھی اسیقدر ضخیم شائع کیا ہے مگر مجھے افسوس ہے کہ سرپرستان الحکم نے اس کتاب کی اشاعت میں کوئی مدد نہیں دی جسکی مجھے توقع نہیں تھی میرا خیال تھا کہ کم از کم کئی ہزار کاپیاں خریداران الحکم میں شائع ہو سکتی تھیں۔ جن میں سے ابھی چند کاپیوں ہی پر اکتفا کیا گیا ہے۔ میں امید کرتا ہوں۔ میرے اس نوٹ کے بعد انکی تلافی ہوگی دو تو حصے دفتر الحکم میں موجود ہیں۔ جنکی قیمت عہ فی جلد ہے اور اسکے علاوہ ترک دیا نرم حصہ دوم بھی دفتر الحکم سے مل سکتا ہے۔ یہ کتابیں جلد نکلنی چاہئیں۔ اسلئے کہ ان کتابوں کے بعد وہ تیسرا حصہ اسی سرمایہ سے شائع کرنا چاہتے ہیں ایسے کار خیر میں انکو مدد دینا مسلمانوں کا فرض ہے بحالیکہ وہ کسی سے مفت ایک حبہ بھی نہیں لینا چاہتے یہ کتابیں دفتر الحکم قادیان سے ملیں گی۔

ایڈیٹر الحکم قادیان

المشتہر حکیم محمد حسین قریشی موجد مفرح عنبری و مفرح دلکشا کارخانہ رفیق الصحت لاہور